بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (دہلی)
- سید وجاہت رسول قادری (کراچی)
- مولانا افتخار احمد قادری (مدینہ منورہ)
- مولانا محمد عبد المبین نعمانی (مبارک پور)
- علامہ بدر القادری (ہالینڈ)
- مولانا محمد قمر الحسن قادری (امریکہ)
- سید شاہ شمیم الدین منعمی (پٹنہ)
- مولانا محمد فروغ القادری (برطانیہ)
- سید حسن اشرفی کچھوچھوی (انگلینڈ)

## سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کے مشاہیر علمائے ہند

1. شیخ عبد الحق محدث دہلوی
2. مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
3. علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
4. علامہ عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی
5. شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
6. شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی
7. شاہ احمد سعید مجددی رام پوری
8. علامہ فضل حق چشتی خیر آبادی
9. علامہ عبد العلیم فرنگی محلی لکھنوی
10. علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی
11. سید شاہ آل رسول احمد مارہروی
12. مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری
13. مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری
14. علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی
15. امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی
16. سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی
17. شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی

کے مسلکِ حق وصداقت کا نقیب وترجمان

## مجلسِ مشاورت

- مولانا محمد حنیف خاں رضوی (بریلی شریف)
- ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی (حیدر آباد)
- مولانا قاضی فضل احمد مصباحی (بنارس)
- مولانا محمد معین الحق علیمی (ممبئی)
- مولانا مقبول احمد مصباحی (دہلی)
- الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)
- انجینئر سید محمد فضل الرحمٰن چشتی (دہلی)
- قاضی عبد الرحیم مصباحی (رتناگیری)
- مولانا مجاہد حسین حبیبی (کولکاتا)

بفیضِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان


# ماہنامہ کنز الایمان دہلی

دسمبر ۲۰۱۵ء

جلد ۱۹ — صفر المظفر / ربیع الاول ۱۴۳۷ھ — شمارہ ۱۲


## مجلسِ ادارت

| | |
|---|---|
| مدیر مسئول | محمد ظفر الدین برکاتی |
| منیجنگ ایڈیٹر | محمد ضیاء الدین انصاری |
| سرکولیشن منیجر | مطیع الرحمٰن انصاری |
| معاون منیجر | محمد سعید انصاری |
| اشتہار منیجر | امام الدین قیصر |
| تزئین کار | محمد نظام الدین انصاری |
| آپریٹر | محمد کامل نعیمی |

مشیرِ اعلیٰ

**علامہ یٰسین اختر مصباحی**

ایڈیٹر

**محمد قمر الدین رضوی**


پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر حافظ محمد قمر الدین رضوی نے ایم ایس پرنٹرس دہلی ۶ سے چھپوا کر آفس ماہنامہ کنز الایمان دہلی ۴۲۳، مٹیا محل دہلی سے شائع کیا۔


## تفصیلِ ممبرشپ

| | |
|---|---|
| قیمت فی شمارہ | ۲۰ روپے |
| سالانہ | ۲۴۰ روپے |
| اعزازی | ۵۰۰ر |
| تاحیات | ۵۰۰۰ر |
| بیرونِ ممالک | ۳۰ امریکی ڈالر |
| تاحیات | ۲۰۰۰ امریکی ڈالر |


مراسلت وترسیلِ زر کا پتہ

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

KANZUL IMAN MONTHLY

423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)

Ph:.23264524 Email. Kanzuliman@yahoo.co.in


ڈرافٹ — KANZUL IMAN MONTHLY — کے نام سے بنوائیں

رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھنے سے پہلے غور کرلیں کہ سالانہ زرِ تعاون ختم تو نہیں ہوگیا اگر ایسا ہے تو فوراً منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ اسکی ممبری فیس روانہ فرماکر رسالے کو جلا بخشیں (ادارہ)

# آئینۂ کنز الایمان



## خانقاہوں کے سجادگان اعراس کا خطابی موضوع طے کریں

صوفیہ کا مذہب خدمت خلق ہے اور سماجی صلاح وفلاح۔ ملک وملت کے حالات اچھے نہیں مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ وقتی مسئلہ ہے جس کے مختلف پہلو ہیں۔ حساس مسائل کے تناظر میں اعراس کے خطابی موضوعات طے ہوں تو عوامی رائے عامہ میں آسانی ہوگی۔

اداریہ

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے

# ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ

دوسری قوموں کے پاس کوئی دستور نہیں، مسلمانوں کے پاس ہر دور کے مطابق دستورِ الٰہی موجود ہے جو فطرت کے مطابق ہے۔ یہ خوبی دوسرے مذاہب میں نہیں اور ہندو مذہب تو رِشی منیوں اور سنتوں بھگتوں کا اپدیش ہے، اس لیے ہر علاقے میں ان کا پرسنل لا بھی الگ الگ ہے۔ اسی مختلف اور غیر فطری پرسنل لا کو ہم پر تھوپنا چاہتے ہیں، یہی یکساں سول کوڈ ہے جس کے خلاف ہمیں قانونی چارہ جوئی کر کے مسلم پرسنل لا کا تحفظ کرنا ہے۔ بھارت کے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کو ''ہندو کوڈ بل'' میں ضم کرنے کو دستورِ ہند کیسے تسلیم کر سکتا ہے اور ہم کیسے تسلیم کر لیں گے؟

محمد ظفر الدین برکاتی☆

ہر خطے، ہر ملک اور ہر مذہب کے باشندوں کی سوچ و فکر، کردار و عمل، روایت اور تہذیب کا سماجی، تہذیبی اور مذہبی نصاب اور معیار ہوتا ہے اور حالات کی تبدیلی براہ راست اس نصاب و معیار پر اثر انداز ہوتی ہے تو پھر عملی شکل و صورت میں اس معیار و نصاب کے ظاہر ہونے کا مطلب ہے کہ آزمائش اور امتحان بھی اسی نوعیت کا ہوگا جیسے حالات تقاضہ کر رہے ہیں۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے اور فرقہ پرستی خطرناک سماجی صورت حال کا پیش خیمہ۔ ہم برما کے روہنگیا مسلمانوں پر پریم پرچارک گوتم بدھ کے ماننے والے مذہبی شدت پسندوں کے ظلم و ستم کی مخالفت کرتے ہیں اور مختلف جہتوں سے جائزہ لیتے ہیں کہ کس سازش کے تحت یہ سب ہو سکتا ہے۔ جائزہ بھی اِسی سوچ کے تحت لیتے ہیں کہ وہاں یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔

اب وہی صورت حال ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ درپیش ہے کہ ایک خاص فرقہ پرست گروپ، اقتدارِ ہند پر باضابطہ قابض ہے جس کی پالیسیوں کے تحت ہندوستان کی گنگا جمنی مشترکہ تہذیب کی شناخت اور علامت ''انسانیت دوستی'' اور ''تہذیبی رواداری'' کی تاریخ کو نئے سرے سے لکھنے کی سازش کام کرنے لگی ہے اور تعلیمی اداروں کے نصاب تعلیم اور معیارِ تدریس و تربیت میں من چاہی تبدیلی کی منصوبہ بند سرکاری کوشش جاری ہے۔ اب مسلمانوں کو گئوشالہ کھولنے کی شرط پر پاٹھ شالہ کھولنے اور سی بی ایس ای بورڈ کے اسکولی نظام و نصاب کی منظوری ملے گی اور اسکولوں کے قیام کی اجازت ہوگی۔ سبھی اعلیٰ تعلیمی، تکنیکی، سائنسی اور تربیتی سرکاری اداروں کے سربراہ اسی سوچ کے ہوں اِس کے لیے بھی خفیہ کوشش جاری ہے۔

رِزرویشن اور قانونی حق طلب کرنے والے مسلمان پاکستانی ہوں گے اور گوشت کھانے والے عربستان جائیں گے، یہ طعنہ دِیا جانے لگا ہے۔ گویا کوئی قانون ایسا بھی بن سکتا ہے۔ ''لو جہاد'' کے نام پر ''گئو جہاد'' کا میدان جنگ تیار کیا جا رہا ہے اور گھر واپسی کے ذریعہ فرقہ پرستی کی سرحدیں طے کی جا رہی ہیں۔ آر ایس ایس، بجرنگ دل، وشو ہندو پریشد اور ہندو یوا واہنی کے علاوہ ہر تنظیم و تحریک کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ یہی اصل میں دیش بھکت اور بھارتیہ سنسکرتی کے محافظ ہیں اور باقی بھارتیہ نہیں بلکہ ہندوستان مخالف اور دیش دروہی ہیں۔ ناری شکتی کی بحالی اب سادھوی پرگیہ سنگھ، سادھوی اوما بھارتی اور سادھوی پراچی جیسی دیش بھگت کنواری ناریوں کی قیادت میں ہوگی اور بہت جلد عشرت جہاں، کانگریسی لیڈر احسان جعفری، سہراب الدین اور ہیمنت کرکرے، دادری کے محمد اخلاق، پونہ کے محسن شیخ، کشمیری نوجوان زاہد اور شملہ کے نعمان کو پاکستانی ثابت کر کے دیش دروہی قرار دِیا جائے گا، کیوں کہ ان کی وجہ سے سائنس دانوں، ادیبوں اور فن کاروں کی حرکت کے سبب آر ایس ایس کا مستقبل خطرے میں آ سکتا ہے، اسی لیے ان کو دیش واسیوں کی نگاہ میں مجرم ثابت کر ڈالنا ضروری ہے اور پھر تمام مظلوموں کو کنارے لگا کر آر ایس ایس حامیوں کی خدمات کو اسکولی نصاب تعلیم کا حصہ بنا دِیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اب شاید راشٹر باپو گاندھی جی نہ رہیں بلکہ ناتھورام گوڈسے کو بنایا جائے گا، پدم وِبھوشن ایوارڈ انھیں دے جائیں گے جو، آر ایس ایس کے ہمدرد ہوں گے اور جو، پریم

چارک گئوماتا کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں۔

اور یہ سب اُس نامی گرامی سیاست داں کی قیادت میں ہوسکتا ہے جو بیوی سے اس لئے الگ ہوگیا تاکہ یک سوئی کے ساتھ آر ایس ایس کی خدمت کرے اور ماں سے اس لیے دور ہے کہ رحم دلی، انسانیت اور سماجی رواداری کا لحاظ کرنا ہوگا کیوں کہ وہ جس خدمت پر مامور ہے، اس کی راہ میں یہ سب باتیں رکاوٹ بن سکتی ہیں اس لیے کہ باپ کی موت پر بیٹے کے یتیم ہونے، جوان بیٹے کی موت پر بوڑھے باپ کی لاٹھی ٹوٹ جانے، برسرروزگار بھائی کے قتل سے نوجوان کنواری بہن کی شادی بیاہ نہ ہونے اور جوان بیوی کے شوہر کی موت ہونے پر اس کی زندگی کے اجیر ہونے کا غم یادر ہا تو پھر کسی سے بھی آر ایس ایس کی خدمت کیسے ہوگی اور سیاست گروایل کے اڈوانی کے رام مندر مشن کو کیسے پورا کیا جاسکے گا۔ اس خوبی کا دھرم سیوک مودی جی کے علاوہ کون ہوسکتا ہے جن کی خاموشی پر منموہن سنگھ کی خاموشی قربان کرنا بھی توہین معلوم ہوتی ہے۔

اس عظیم پردھان سیوک کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کی تقریریں تیار کرنے والی اشتہاری جماعت اور کمپنی کو سرکاری خزانے سے ایک ہزار آٹھ سو کروڑ روپے ادا کیے جاتے ہیں۔ مودی اسکیم کے تعارف کے لیے نعرہ سازی کے نام پر ۴ کروڑ سالانہ اور نئی اسکیم کے اشتہاری تعارف کے لیے ۴۵ کروڑ خرچ ہوتے ہیں۔ ٹی وی پر ۱۰ منٹ کی براہ راست تقریری نشریات کے لیے پانچ سو کروڑ جب کہ اسی وقت اپوزیشن کی تقریر روکنے کے لیے تین سو کروڑ روپے سالانہ خرچ کیے جاتے ہیں اور جس کے اوپر بیرونی سرکاری سفر کے لیے اتنا زیادہ سرکاری خزانہ خرچ کیا جارہا ہے کہ سروے کرنے والی تنظیمیں خاموش ہیں کہ حق بیانی کی قیمت نہ چکانی پڑ جائے۔ کالا دھن واپسی کے نام پر اقتدار میں آنے والے مودی جی کا یہ ایک منفرد چہرہ ہے کہ سفید دھن کی کالا بازاری، سرکاری پالیسیوں کے تحت اور سماجی سرگرمیوں کے نام پر بڑی خوبی سے کیے جارہے ہیں۔

ایسے شخص کے خطرناک تیور، منصوبہ بندی اور خاموش حکمت کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اب کیا ہوگا، لیکن اسی لمحے یہ بھی احساس ہوجاتا ہے کہ کبھی خوشی کبھی غم تو ہماری زندگی کا معمول ہے اور کبھی زیادہ فضول خرچ اور کبھی بخیل ملکی سربراہ کا ہونا بھی ہمارے دیش کا معمول ہے اور سب نے ہمیں لوٹا ہے یا ہمارے دیش کو لوٹا ہے، البتہ موجودہ وزیر اعظم ہمیں بھی لوٹ رہے ہیں اور ہمارے دیش کو بھی لوٹ رہے ہیں لیکن لوٹی ہوئی ساری دولت آر ایس ایس کے کھاتے میں، جمع ہورہی ہے۔ اس کے مفادات کی تکمیل کے لیے، اس کے مستقبل کو تابناک بنانے اور آر ایس ایس مخالف سرگرمیوں کو کچلنے کے لیے اسے استعمال کیا جائے گا۔

البتہ آر ایس ایس کا سب سے بڑا بجٹ مسلم مخالف منصوبوں کے لیے مختص ہے، کہ یہ پارسی، جین اور سکھ مذہب کو ہندو دھرم کا حصہ سمجھتا ہے اور اسلام کے مقابلے، عیسائیت کو بڑا خطرہ نہیں تصور کرتا، اس لیے سارا زور مسلم مخالف منصوبوں پر صرف ہونا بی جے پی اور آر ایس ایس کی ترجیحات میں شامل ہے لیکن سب سے زیادہ خطرناک منصوبہ یہ ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو خرید کر مسلم پرسنل لا، مسلمانوں کے آئینی حقوق اور مسلم روایت وتہذیب کو خطرے میں لانا ہے، اسی لیے سپرم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججوں کی تقرری کے لیے ایک نیشنل کمیٹی بنائی جارہی تھی جس میں ناکام ہوگئے۔ اب مسلم پرسنل لا کے خلاف مختلف رِٹ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں داخل کیے جارہے ہیں جس کی ابتدا دہلی ہائی کورٹ میں واقع قدیمی مسجد میں نماز پڑھنے پر مطالبہ سے ہوئی تھی اور تاج محل کو مندر ثابت کرنے کی حرکت بھی الہ آباد ہائی کورٹ میں ہوتی رہی ہے اور یہ سبھی مسائل تعمیرات اور ظاہری تاریخ سے متعلق ہیں جن کا مقابلہ کرنا آسان ہے۔

دراصل خطرناک اور اہم مسئلہ مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا ہے جس کے خلاف سپریم کورٹ خود دلچسپی دکھانے لگا ہے، اسی دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ طلاق اور ایک سے زائد شادی پر علاحدہ بنچ بھی بٹھادیا گیا ہے۔ کورٹ نے مسلم پرسنل لا کو نظرانداز کرتے ہوئے اس تعلق سے خود ہی ایک پٹیشن رجسٹرڈ کیا پھر اٹارنی جنرل اور نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کو ۲۳ نومبر تک جواب داخل کرنے کا حکم دیا ہے۔ دراصل ۱۶، اکتوبر کو سپریم کورٹ میں راکیش بنام پھول وتی کے ازدواجی معاملہ کی سماعت تھی۔ بحث کے دوران مسلم خواتین کے حقوق کی بات سامنے آئی تو کورٹ نے ازخود مفادِ عامہ میں پٹیشن رجسٹرڈ کرتے ہوئے یہ فیصلہ سنادیا۔ کورٹ کے دو جج جسٹس انل آر دوے اور جسٹس آدرش کمار گوئل کی دورکنی بنچ نے یہ تبصرہ کیا کہ مسلم خواتین کی جانب سے

مسلسل یہ بات سامنے آتی رہی ہے کہ ان کے ساتھ ایک سے زائد شادی اور طلاق کے سلسلے میں زیادتی ہوتی رہی ہے لیکن سپریم کورٹ میں اب تک اس موضوع پر بحث نہیں ہوسکی ہے، اس لیے یہ خصوصی بنچ تشکیل دیا گیا ہے۔

سپریم کورٹ بھارت میں انصاف کا سب سے بڑا قانونی اور سماجی مندر ہے۔ سمجھنے کے لئے یوں کہہ لیجئے کہ اس کی حیثیت ایک صاحب اختیار قاضی اور تسلیم شدہ مفتی کی ہے کہ اگر کوئی فتویٰ پوچھتا ہے تو جواب دیتا ہے اور جتنا پوچھا گیا ہے، اتنے ہی کا جواب دیتا ہے اور جواب دینے کے لیے اسے اسلامی قوانین کے متعلقہ دفعات کی توضیح وتطبیق سے کام لینا ہوتا ہے۔ مطلب قانون بنانا ایک قاضی اور مفتی کا کام نہیں، یہی حال سپریم کورٹ کا ہے کہ وہ دستورِ ہند کی توضیح کرتا ہے، مقدمات کو دستورِ ہند کے دفعات کے تناظر میں دیکھ کر صحیح فیصلہ تک رسائی کے لیے تطبیق کی صورت نکالتا ہے۔ اس کے سامنے دستورِ ہند کا دفعہ ۲۱ بھی موجود ہے جس کے تحت ہمیں مذہبی آزادی دی گئی ہے اور مذہبی آزادی کا مطلب ہے اپنی مذہبی روایت اور عائلی اور ذاتی زندگی کے مذہبی مسائل میں مسلم پرسنل لا کی آزادی۔ سپریم کورٹ اِس قانونی آزادی کو کیسے نظر انداز کرسکتا ہے؟

جج صاحبان کو معلوم نہیں کہ ہندودھرم کی طرح اسلامی شریعت اور مسلم پرسنل لا پیروں فقیروں کے اصولوں اور تعلیمات کا مجموعہ نہیں اور نہ مسلمانوں کی علاقائی تہذیب وثقافت اسلامی شریعت کا حصہ ہے، یہاں تو شریعت ایک ہے چاہے ملک وخطہ بدل جائے، دنیا کے سات براعظموں میں جہاں بھی مسلم بستے ہیں سب کے لیے ایک ہی شریعت ہے۔ قانونِ وراثت، عائلی قوانین، نکاح وطلاق، خلع ولعان، ارکان اسلام، ایمان وعقائد اور بنیادی معمولات سب ایک ہیں، اس لیے سپریم کورٹ ہندوستانی تہذیب ومذاہب کے تناظر میں مسلم پرسنل لا کو دیکھنے کی غلطی نہ کرے، کیوں کہ مسلمان مسلم پرسنل لا کے خلاف کوئی بھی فیصلہ برداشت نہیں کرسکتا، اگرچہ اس کا عمل جیسا بھی ہو۔

جج صاحبان کو معلوم ہے کہ قانون میں خرابی اور کمزوری نہیں ہوتی بلکہ سماج کے قانون توڑنے والے افراد کے مجرمانہ حیلوں اور بہانوں کی وجہ سے قانون کمزور ہوجاتا ہے یا بے معنی اور بے حیثیت ہوجاتا ہے، ٹھیک اسی طرح عام سینس کا استعمال کریں تو غور وفکر کیے بغیر معلوم ہوجائے گا کہ خرابی اسلامی دستور وقانون میں نہیں بلکہ ہندوستانی سماج اور سماجی افراد میں ہے، اس لیے بھارت کے سماجی جرائم اور قانون شکنی کے واقعات ومعاملات کا جائزہ لیتے ہوئے سماج کو بدلنے کی ضرورت پر غور کریں۔

خصوصی بنچ ہی بٹھانا ہے تو اِس لیے بٹھائیں کہ طلاق اور ایک سے زائد شادی کے معاملے میں غلطی کہاں ہو رہی ہے اور زیادتی کس حد تک کیوں ہو رہی ہے اور مرد ہی مجرم ہیں یا عورتیں بھی مجرم ہوتی ہیں پھر جیسی رپورٹ آجائے، اس کی روشنی میں قانون سازی کے لیے راجیہ سبھا ولوک سبھا کے سامنے تجویز رکھے۔ کیوں کہ سپریم کورٹ کا منصب دستور ہند اور قانون کی ترجمانی اور توضیح وتطبیق ہے، قانون سازی نہیں، کوئی نیا قانون بنانے کا حق سپریم کورٹ کو حاصل نہیں، اگر کورٹ اپنے اِس منصبی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا تو مسلمان بھی اپنے قانونی رنگ وآہنگ اور دستوری طاقت کا پرامن مظاہرہ کریں گے اور کوشش کریں گے کہ ریلی نہ کریں اور اخباری بیان بازی سے پرہیز کریں بلکہ انتظامیہ، عدلیہ اور میڈیا پر اثر انداز ہونے والے سبھی طریقے اور حیلے اپنائیں گے لیکن ابھی ۲۳ نومبر کی شنوائی کے بعد سپریم کورٹ کے رجحان کا انتظار ہے۔ البتہ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، شرعی کونسل بریلی شریف، مسلم پرسنل لا بورڈ، علما ومشائخ بورڈ جیسے ادارے ذہنی طور سے ہمیشہ ہی تیار ہیں اور عملی طور سے بھی تیاری شروع ہوچکی ہے۔

اس موضوع پر اب تک قانون دانوں کے جتنے بھی بیانات آئے ہیں، ان کا خلاصہ یہی ہے کہ سپریم کورٹ مسلم پرسنل لا میں مداخلت نہیں کرسکتا، یہ منصب اسے حاصل نہیں اور آزادی کے بعد ہماری غفلتوں، عملی اور قانونی چارہ جوئی کی کمزوریوں اور ہماری بے عملیوں کی وجہ سے کبھی ایسا گمان ضرور گزرا ہے کہ مسلم پرسنل لا خطرے میں آسکتا ہے لیکن دستور ہند میں جب تک مذہبی آزادی کا دفعہ موجود ہے اور جب تک ہندوستانی سماج میں سیکولر مزاج اور انسانیت وسماجی رواداری باقی ہے، مسلم پرسنل لا پر کوئی آنچ نہیں آنے والا چاہے آر ایس ایس اور بی جے پی کے ہم خیال وزرخرید جج وغیرہ کچھ بھی کرلیں کیوں کہ ہماری شناخت ایک دفاعی قوم کی اگرچہ ہے لیکن جب ہم

اقدامی قوم ہونے کا اجتماعی مظاہرہ کریں گے تو پنگھٹ کی ہرڈگر آسان ہوجائے گی۔

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان بھی انسان اور ہندوستان کے انسانی سماج کا حصہ ہوتے ہیں، انھیں کورٹ سے نکلنے کے بعد یہ ضرور احساس ہوتا ہوگا کہ بھارت بھانت بھانت کی تہذیبوں، منفرد مختلف روایات اور جذباتی مراسم کے اِس دیش میں یکساں سول کوڈ کا کوئی بھی قانون لولا لنگڑا ہی ہوگا، آخر کس مذہب کے ماننے والے کو کس مذہب کی روایت اور تہذیب و قانون کے اپنانے اور اپنی مذہبی روایت کو چھوڑنے پر مجبور کریں گے اور کون اپنی مذہبی روایت اور قانون چھوڑ کر دوسرے کی روایت کو گلے لگائے گا؟

دوسری بات یہ کہ جب یہ حقیقت ہے کہ ہندو مسلم کسی بھی مذہب کا آدمی، خوشی خوشی طلاق نہیں دیتا، اچھی زندگی گزارنے والی فیملی کبھی الگ نہیں ہوتی پھر غصے میں ہی طلاق دینا مانا جائے گا، اور غصے میں طلاق جبھی دیا جاتا ہے، جب بہر حال آپسی زندگی گزارنا مشکل اور اجیرن ہوجائے اور کوئی سمجھوتہ کارگر ثابت نہ ہو، تو پھر یہ فطرت اور نیچر کے مطابق ہوا۔ جج صاحبان کے ذہن و فکر اور بحث وتکرار میں یہ بات بھی ضرور آتی ہوگی کہ نشے میں آدمی کبھی اپنی بہن اور ماں کو طلاق نہیں دیتا، اپنی بیوی کو ہی دیتا ہے۔ اِس کا مطلب اب بھی وہ اس قدر ہوش میں ہے کہ ماں اور بیوی میں تمیز کر سکے تو پھر نشے میں طلاق دینے کی بات بکواس ہے کہ نہیں؟ تو پھر عورت کے حقوق کی بات کرنے والے غور کریں کہ انصاف کیا ہوسکتا ہے اور سماج میں ایسا کیوں ہوتا رہا ہے؟

تیسری بات یہ کہ شراب نوشی اسلامی شریعت میں بہر حال حرام اور جرم عظیم ہے جب کہ دستورِ ہند میں بھی صراحت ہے کہ اِس قدر نشہ کرلیا جائے اور شراب نوشی کرلی جائے کہ دوسرے کی جان خطرے میں پڑ جائے اور کسی طرح کا ظلم ہوجائے، تو یہ بھی ایک قابل سزا جرم ہے۔ اب سپریم کورٹ کے جج صاحبان بتائیں گے کہ نشے کی حالت میں طلاق پر اعتراض محض اس لیے جائز ہوسکتا ہے کہ ایک مسلم مرد نے دیا ہے؟ اور شراب کے نشے میں ایک بے قصور عورت کی زندگی پر طلاق کے ذریعہ ظلم ہوتا رہا ہے اُس پر کوئی اعتراض نہیں؟ اعتراض تو شراب نوشی اور نشہ پر ہونی چاہیے جس کی وجہ سے جرائم ہورہے ہیں۔

تبصرہ باز حضرات یاد رکھیں کہ اسلامی شریعت میں قانونی اور غیر قانونی شراب، دو الگ الگ چیز نہیں بلکہ شراب جس میں نشہ ہو، شراب ہے اور حرام ہی ہے۔

اب یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی وکالت کرنے والا سپریم کورٹ یہ وضاحت کرے گا کہ اسلامی شریعت میں شراب حرام ہے اور مسلم پرسنل لا کے مطابق شراب کے نشے کی حالت میں دیا گیا طلاق، طلاق ہے۔ تو کیا، اس کو دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اپنے اوپر نافذ کرنے پر تیار ہوں گے یا کورٹ تیار کر سکے گا؟ اسلامی شریعت، بیٹی کو وراثت میں حصہ دیتی ہے، کیا ہندو سماج اس کی چرچا بھی کر سکے گا؟ اور صرف تین افراد کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرنے سے نکاح ہوجاتا ہے تو کیا اتنی سادگی سے شادی بیاہ پر ہندو سماج تیار ہوسکے گا، یا کورٹ کو لگتا ہے مسلم سماج اپنی اِس فطری سادگی سے دست بردار ہوجائے گا؟ ایک بات یہ بھی ہے کہ مسلم پرسنل لا کے تحت طلاق کے بعد عدت گزارتے ہی شوہر سے کفالت کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے۔ اب جبری طور سے کورٹ مسلم مرد پہ گزارہ بھتہ اور بیوی نہ رہتے ہوئے بھی اس کا ماہانہ خرچ اس پر لازم کرے گا؟

آخری بات یہ کہ اسلامی شریعت میں نکاح کے بغیر لڑکا لڑکی کا ایک ساتھ رہنا، بچہ پیدا کرنا سخت حرام ہے، مسلم پرسنل لا کے ساتھ ہندو سماج بھی اسے کلنک ہی تصور کرتا ہے پھر بھی "لیو اِن رِلیشن شپ" کورٹ کی نظر میں کوئی عیب نہیں بلکہ اس کا یہ بیان تو کبھی قابل تسلیم نہیں ہوگا کہ ایسی اولاد ماں باپ کی دولت میں حق دار بھی ہوگی۔ کورٹ کو یہ نہیں لگتا کہ یہ بھارتیہ سنسکرتی، مشرقی تہذیب وسماج اور مسلم پرسنل لا سے میل کھانے والی چیز نہیں کیوں کہ یہ مغرب کی بے حیا تہذیب و ثقافت کا حصہ ہے۔ کیا یہ سب ہندو مسلم سماج کو نبھا لے جانا ممکن ہے؟

کیا بی جے پی اور آر ایس ایس کی یہ منصوبہ بندی کہ بھارت کی سبھی تہذیب و ثقافت اور مذاہب کو "ہندو کوڈ بل" میں ضم کردیا جائے، انتہا پسندی نہیں؟

☆☆☆

z.barkati@gmail.com

انوار قرآن

ایمانی حرارت کی دلیل

# امام احمد رضا کی قرآنی ایمانی خدمات

محمد صلاح الدین رضوی☆

یوں تو مجدد اسلام امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے دین وسنیت کے فروغ واستحکام کے لیے بے شمار عظیم الشان کارنامے انجام دیے اور اپنے انھیں کارہائے نمایاں ومخلصانہ کردار وعمل کے ذریعے احیائے دین وسنیت اور اصلاح قوم وملت کی وجہ سے بہت جلد زمانے میں ممتاز ومفتخر اور سب سے بلند نظر آنے لگے۔

لیکن آپ کی زیادہ تر توجہ قوم کو وہابی دیوبندی مکروفریب اور ان کے فاسد خیالات سے بچانے پر مرکوز رہی ہے کیوں کہ اب تک دنیا میں اس سے بڑا کوئی بھی فتنہ ظاہر نہ ہوا کہ دین وسنیت کو جتنا نقصان اس سے ہوا کسی اور فتنہ سے نہ ہوا، اس لیے کہ یہ لوگ اپنے کو سنی بھی کہتے ہیں، مقلد ہونے کا بھی اعلان کرتے ہیں، قرآن وحدیث کو ماننے کے بھی دعویدار ہیں، داڑھی بھی رکھتے ہیں، اسلامی لباس بھی پہنتے ہیں، مسلمانوں کی طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، کلمہ ودرود کا ورد بھی رہتا ہے اور بات بات پر حدیث بھی پیش کرتے ہیں تو عوام کے لیے ان کے مکروفریب کے جال میں پھنسا بہت ممکن تھا، اس لیے آپ نے ان کی گمراہ کن ساری سازشوں کو عوام کے سامنے ایسا بے نقاب کردیا کہ وہ اپنے کو وہابی یا دیوبندی کہتے ہوئے بھی شرمانے لگے۔

جب لوگوں کو گمراہ اور ان کے ایمان وعقیدے کو برباد کرنے کے لیے وہ اسلامی نظریات کے خلاف قرآن حکیم کے غلط ترجموں کی بھی تشہیر شروع کردی، مثال کے طور پر آیت کریمہ:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ (آل عمران،۲۴)

کا ترجمہ محمود الحسن نے کیا:

اور انھوں نے بنایا ایک فریب اور اللہ نے بنایا ایک فریب۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۵)

کا ترجمہ سرسید نے کیا: اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

اور محمود الحسن نے کیا: ''اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔''

ایسے حالات میں امام احمد رضا بریلوی نے لوگوں کو گمراہیت سے بچانے کے لیے مزاج اسلامی کے مطابق کنز الایمان نام سے قرآن حکیم کے صحیح اردو ترجمہ کا حسین تحفہ قوم وملت کو پیش فرمادیا۔

جب بدنام زمانہ کتاب تقویۃ الایمان نے قرآن وحدیث کے خلاف اس نظریہ کو عام کرنا چاہا کہ درود تاج پڑھنا اور رسول اللہ ﷺ کو دافع البلاء کہنا شرک وبدعت ہے تو آپ نے ایک ضخیم کتاب الامن والعلیٰ تحریر فرمایا جس میں آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے اس کی تکذیب وتردید فرما کر حضور سید المرسلین ﷺ کے اختیارات کو ثابت فرمادیا۔

جب وہابی دیوبندی نے اسلامی تعلیمات کے خلاف اللہ رب العزت کے لیے جھوٹ بولنے کو ممکن قرار دیا تو اس کے جواب کے لیے مجدد اسلام کی خدمت مبارکہ میں استفسار کیا گیا۔ اس پر آپ نے سبحن السبوح نام سے ایک مقدس کتاب تحریر فرمائی جس میں دلائل کثیرہ سے وہابیوں کے اس باطل نظریہ کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ ان کے ہوش اڑ گئے اور ان پر ایک ایسا جمود طاری ہوا کہ آج تک کسی میں اس مبارک کتاب کے جواب کی ہمت نہ ہوسکی۔

جب لعل دروازہ مونگیر سے آپ کے استاذ گرامی حضرت مولانا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کے ذریعے ایک استفتاء آیا جس میں وہابیوں نے حضور سید المرسلین ﷺ کے افضل المرسلین ہونے کا انکار کیا تھا، اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کا افضل المرسلین وسید الاولین والآخرین ہونا قطعی، ایمانی، اذعانی، اجمالی، ایقانی مسئلہ ہے جس سے وہی انکار کرے گا جو بد دین اور شیطان کا بندہ ہو۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ پھر تجلی الیقین نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں سو احادیث مبارکہ سے اس مسئلہ کو پورے طور پر ثابت کردیا۔

جب وہابیوں نے حضور سید المرسلین ﷺ کے علم غیب سے انکار کرکے جہاں ہندوستانی مسلمانوں کو شکوک وشبہات میں ڈالنے کی کوشش کی وہیں حرمین شریفین کی فضا بھی خراب کرنے سے وہ باز نہ رہے یہاں تک کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے بعض ہمنواؤں کے ساتھ حجاز مقدس پہنچ کر وہاں کے بادشاہ شریف علی

پاشا تک رسائی حاصل کر کے اپنے اس باطل نظریہ کو شاہی دربار میں بھی پہنچادیا جس سے پورے ایوان شاہی میں بے چینی پھیل گئی پھر وہابیوں نے اپنی ان باتوں کو سچ ثابت کرنے کے لیے پانچ سوالوں پر مشتمل کاغذ کا ایک ٹکڑا بھی پیش کیا کہ اگر یہ نظریہ غلط ہے تو کوئی بھی ان سوالوں کا جواب دے دے۔

حسن اتفاق سے اُن دنوں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ﷺ دوسرے حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ ہی میں موجود تھے جب بادشاہ آپ کی جلالت علمی سے واقف ہوا تو اس نے علم غیب مصطفےٰ ﷺ کی نفی پر وہابیوں کے قائم کردہ وہ سارے سوالات جید عالم دین حضرت علامہ صالح کمال کے توسط سے آپ کی خدمت بابرکات میں پیش کر دیے۔ سوالات پڑھتے ہی آپ جواب دینے کو تیار ہو گئے لیکن مولانا صالح کمال اور وہاں موجود دیگر علمائے اہل سنت نے کہا حضرت ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے جو مختصر ہو بلکہ جواب ایسا مدلل ہونا چاہیے کہ وہابی حواس باختہ ہو جائیں اس کے لیے آپ کو دو دن کی مہلت دی جارہی ہے ان دو دنوں میں جواب ضرور مکمل ہو جائے تاکہ تیسرے دن صبح کو شاہ حجاز کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ آپ اللہ رب العزت کے بھروسہ پر وعدہ فرماتے ہوئے جواب لکھنے میں مصروف ہو گئے۔

ان دنوں آپ سخت ترین بخار میں مبتلا تھے لیکن اسی حالت میں آپ جواب لکھتے رہے یہاں تک کہ صرف ساڑھے آٹھ گھنٹوں کی قلیل مدت میں کسی کتاب سے مدد لیے بغیر اپنی یادداشت کے مطابق جواب مکمل فرما لیا جو الدولة المكية کے نام سے اب کتابی شکل میں موجود ہے۔ جب یہ جواب شاہ حجاز کو پڑھ کر سنایا گیا اور اس دندان شکن جواب کی شہرت شہر میں پھیلی تو وہابی شرم سے چہرہ چھپاتے پھر رہے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

علاوہ ازیں وہابیوں نے انبیائے کرام واولیائے عظام سے استعانت وتوسل، محفل میلاد النبی منعقد کرنے، بوقت ذکر ولادت قیام تعظیمی، بعد دفن اذان قبر اور حضور سید المرسلین ﷺ کے اسم مبارک کو سن کر انگوٹھے چومنے جیسے کثیر مسائل پر شرک وبدعت کا حکم لگا رکھا تھا۔

آپ نے قرآن وحدیث اور ائمۂ دین کے اقوال سے ان تمام امور کو ثابت فرما کر ان کے بدنما چہرے کو بے نقاب کر دیا اور بتادیا کہ یہ لوگ دین کے ہمدرد نہیں بلکہ اسلامی لباس میں ملبوس دین کو ڈھانے کی فکر میں ہیں۔ اس طرح ضمنی تردید فرمانے کے علاوہ دوسو سے زائد مستقل کتابیں بھی آپ نے ان کے رد میں تصنیف فرمائی۔ (الدولة المكية، ص۱۶۸)

یہاں تک کہ جب پیشوایان وہابیہ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ضروریات دین کا انکار کیا اور اللہ ورسول کی شان مقدس میں صریح ومتعین توہین وگستاخی کی جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی حضور سید المرسلین ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس، ص۲۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی حضور سید المرسلین ﷺ کے علم پاک کو ملک الموت اور شیطان کے علم سے بھی کم بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شیطان اور ملک الموت کے لئے وسعت علم تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن حضور ﷺ کی وسعت علم قرآن وحدیث سے ثابت نہیں جو شخص ملک الموت اور شیطان کے لیے وسعت علم مانے وہ مومن ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو وسیع ماننے والا مشرک وبے ایمان ہے۔ (براہین قاطعہ، ص۵۱)

اور مولوی اشرف علی تھانوی حضور سید المرسلین ﷺ کے علم غیب کو ہر خاص وعام انسان حتیٰ کہ ہر بچے، پاگل اور ہر چوپائے کے علم غیب سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان، ص۸)

تو ان وہابیوں کی طرف سے ایسے گندے اور باطل عقائد کے سامنے آنے کے بعد اپنا اور عوام مسلمین کا ایمان بچانے کے لیے ان پر کافر ومرتد ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا جو المعتمد المستند میں پٹنہ سے شائع ہوا کہ اگر کسی سے کفر قطعی یقینی صادر ہو جائے تو اس کی تکفیر فرض ہو جاتی ہے۔ خود مولوی مرتضی حسن دربھنگوی رقم طراز ہیں:

''جب ایک شخص نے قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا انکار کیا اور وہ انکار محقق ہو گیا تو اب اس کو کافر نہ کہنا خود بے احتیاطی سے کافر ومرتد ہونا ہے۔'' (اشد العذاب، ص۹)

●●●

☆استاذ جامعہ ضیائیہ فیض الرضا دری، ضلع سیتامڑھی (بہار)
رابطہ نمبر: 9905287282

انوارِ حدیث

تحریر وتقریر کا قبلہ درست کیا جائے

# غلط فہمی اور غلط بیانی مومن کی شان نہیں

عبد المعید ازہری☆

اکیسویں صدی مسلمانوں کیلئے سخت ابتلا و آزمائش لے کر آئی ہے۔طرح طرح کے فتنے وجود میں آئے۔ ہر فتنہ کے مختلف دروازے ہیں۔ ہر دروازہ ذاتی خودنمائی اور انا پرستی کی وجہ سے وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ عرب کا دورِ جاہلیت واپس آ گیا ہو۔ذرا سی بات کیلئے دست وگریباں کے خونریزی کے واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں۔شرعی مسائل میں علماء وفقہاء کا اختلاف نیا نہیں لیکن وہ اختلاف دین اور اس کی تعلیمات کو فروغ دینے کیلئے ہوا کرتا تھا۔مزارات ،امام بارگاہ یا دیگر مقدس مقامات کو لے کر اختلاف ابھی نیا ہے لیکن اس کیلئے جنگ پر آمادگی دینی وشرعی اختلاف نہیں لگتا۔وسیلہ تعظیم و شفاعت جیسے مسائل میں بہت لوگوں نے اختلاف کیے ہیں۔اس پر باقاعدگی سے مناظرے بھی منعقد ہوئے۔جنہوں نے طلب علم کے لئے اختلاف کیا تھا، انہیں سیر حاصل تشفی ہوگئی۔جنہیں صرف اختلاف سے ہی غرض تھا وہ اس میں لگے رہے۔

سیکڑوں کتابیں آج مکاتب و لائبریری میں موجود ہیں جو اُن مسائل کا خلاصہ کرتی ہیں۔اختلاف جب تک دین کے لئے تھا، شرعی مسائل کی توجیہ وتوضیح کے لئے تھا کہیں کوئی فتنہ وجود میں نہ آیا لیکن جب سے مسائل میں اختلاف شریعت میں ذاتی طبیعت کا عمل دخل ہو گیا ،طرح طرح کے فتنے پید ہونے لگے۔ واعتصموا بحبل الله جمیعا کا پیغام دینے والا مذہب خود سیکڑوں فرقوں کا مذہب ہو کر رہ گیا۔دور حاضر میں رونما ہونے والے فتنوں میں زیادہ تر ذاتی طبیعت اور انانیت داخل ہے۔ورنہ ان مسائل کو لے کر جنگیں بعید از قیاس ہے۔

آج اسلام کا نام لے کر مسجدوں، درگاہوں، امام بارگاہوں اور دیگر مقامات مقدسہ کا انہدام اسلام کی شبیہ بگاڑ رہی ہے۔اس سے بھی زیادہ تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے کہ کچھ لوگ تو وہ ہیں جو ایسے گھنونے کام انجام دے رہے ہیں۔دوسرے وہ جو محض اپنے عقیدہ کے رشتے کو برقرار رکھنے کے لئے ایسے لوگوں کو صحیح گردان رہے ہیں اور اس کا الزام کسی اور پر لگا رہے ہیں۔

آج ایک نام بہت آسان ہے امریکہ! ہمیں ہمارے گریبان میں جھانکنے سے پہلے امریکہ کا نام ہمیں شہ دیتا ہے۔یہ سچ ہے کہ امریکہ و اسرائیل جیسی یہودی اسلام دشمن طاقتیں ہمیشہ سے اسلام کے خلاف سازشیں کر رہی ہیں۔روز اول ہی سے یہ طاقتیں اس تاک میں لگی ہیں کہ اسلام کا یہ اگتا سورج کہیں کسی مغرب میں غروب ہو جائے۔اس کے لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔موجودہ دور کی روش کو دیکھتے ہوئے اس بات کا اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں کہ دشمن طاقتیں اپنے ہدف میں قدرے کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ جس مذہب نے عرب کے سنگ ریزوں میں بھی چمن آباد کیا اور دنیا کی بدتر قوم کو قائد اور رہنما بنا دیا۔آج اسلام کے نام پر نام نہاد چند دولت وشہرت پسند اسی دورِ جاہلیت کو واپس لانے پر اڑے ہیں۔ہم بھی اس بات کو سمجھنے سے انکار کر رہے ہیں۔

جب قرآن میں تحریف وتبدیل پر بس نہ چلا تو احادیث میں وضع شروع کر دی گئی۔طرح طرح کے سوالات قائم کیے گئے۔جو بھی معمولات اہل سنت ہیں اور شروع ہی سے جن روایات ہر عمل رہا، انہیں کو نشانہ بنایا گیا تا کہ ان روایات کو مشکوک کر دیا جائے۔یہ وہ روایات ہیں جو آپسی اتحاد، خدمت خلق، انسان دوستی اور انسانی اقدار کی پاسداری کا سبق دیتی ہیں۔مذہب کے نام پر نفرت وکدورت کو مٹاتی ہیں۔ایسی روایات اور معمولات کو شک وشبہات کے گھیرے میں لا کھڑا کرنے کے پیچھے مقصد صرف اتنا ہے کہ ایسی شخصیات کی ذات کو مشکوک کر دیا جائے۔چند ایسے افراد باقاعدہ تیار کیے گئے ہیں جن کا کام ہی سوال کرنا ہے انہیں اسی بات کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔یہ اور بات ہے کہ خود انہیں بھی ان مسائل سے آگہی نہیں ہوتی۔یہ زور قلم اور زعم علم کبھی اپنی انا کو ثابت کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوا۔

چند افراد نے اپنے تحریری وجود کا مقصد ہی شاید یہ بنا لیا ہے کہ سارا

زورِ قلم اسی میں صرف کیا جائے۔ چند قلم کار، پیشہ ور مقرر اور پڑھے لکھے ہونے کا ڈھونگ کرنے والے چند جاہل علماء اس کام میں بڑی پیشہ وری سے حصہ لے رہے ہیں۔ انہیں بس موقعہ کا انتظار رہتا ہے۔ جیسے ہی اسلامی تقریبات آتی ہے یا کوئی ایسا دن آتا ہے جو کسی خاص اور اللہ کے نیک بندے صحابی، اہل بیت سے منسوب ہوتا ہے۔ سوالوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اگر چہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ابھی چند روز قبل ایک صاحب کو لگا کہ علماء کو سخت مغالطہ ہو گیا ہے۔ صدیوں سے بیان ہونے والی روایت غلط ہے مسلمانوں کے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حدیث شریف ہے کہ ''حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں'' ان صاحب نے کہا چونکہ اس حدیث کی روایت میں ایک راوی مشکوک اور غیر ثقہ ہیں۔ لہٰذا یہ روایت موضوع ہے۔ یقیناً یہ ایک مستحسن عمل ہو سکتا ہے لیکن اگر اس کا حقیقت سے کچھ تعلق ہو، تب۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ کئی روایتیں جان بوجھ کر وضع کی گئی ہیں۔ موضوع حدیث کی روایت عظیم گناہ ہے۔ پیغمبر اعظم نے فرمایا جو شخص میری جانب جھوٹ کو منسوب کرتا ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم جان لے لیکن یہ معاملہ کسی بات کو ثابت کرنے کیلئے نہیں بلکہ گمراہ کرنے کے لئے تھا۔ جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اس حدیث کو دس سے زیادہ طریقے سے روایت کی گئی ہے اور حدیث کی کئی کتابوں میں اس روایت کا ذکر ہے۔ دس سے زیادہ راوی عادل اور ثقہ ہیں جنہوں نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی ہے۔ یہ ان مشہور حدیثوں میں سے ایک ہے جسے اکثر بیان کیا جاتا ہے۔

یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے خواجہ اجمیری حضرت غریب نواز کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ لفظ خواجہ کے معنیٰ کو لے کر بھی اسی طرح کا معاملہ ہے۔ لفظ خواجہ کے ۲۵ سے زیادہ معانی ہیں، ان میں سے کسی ایک خاص لفظ کا انتخاب اس کے فکر کی عکاسی کرتی ہے بالخصوص جب اچھائی کی جگہ پر تنقیص کا معنیٰ اختیار کر کے اسی کو عام کیا جائے تو نفاق ظاہر ہو جاتا ہے۔

ایسے ہی ایک اور مسئلہ زیر بحث ہے۔ کئی دنوں سے یہ معاملہ موضوع گفتگو ہوتا آ رہا ہے۔ اہل بیت اطہار کے اسماء کے آگے علیہ السلام کا لاحقہ لگانے کے تعلق سے مواقف میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رضی اللہ عنہ لگانا چاہئے بعض کہتے ہیں کہ علیہ السلام کہنا چاہئے۔ دونوں اپنے اپنے اعتبار سے جو مناسب سمجھتے ہیں استعمال کرتے ہیں۔ مسئلہ اس وقت ہو جاتا ہے جب علیہ السلام کے موقف کو غلط کہنے کا موقف شدت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ چونکہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو قرآن نے پہلے ہی فیصلہ کر دیا ''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے'' (القرآن) تو اس لفظ کے استعمال میں کوئی دقت نہیں۔ مسئلہ علیہ السلام کے استعمال کرنے میں ہے۔ کہ یہ لفظ انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص ہے لہٰذا، انہیں کے لئے خاص ہے غیر انبیاء کے ساتھ استعمال درست نہیں۔

استعمال نہ کرنا ایک الگ امر ہے لیکن اسے غلط و ناجائز ٹھہرانا مقام افسوس و حیرت ہے۔ اس پر اعتراض ہی قابل اعتراض امر ہے اور اگر اعتراض کرنے والا مسلمان ہو تو حیرت اور تعجب اور مزید ہو جاتا ہے۔

علیہ السلام کا لفظی معنیٰ 'ان پر سلام و سلامتی ہو' ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بظاہر اس میں کوئی قباحت اور حرج نظر نہیں آتا ہے۔ اس لفظ کا استعمال متعدد علمائے کرام، ائمہ، فقہاء محدثین مفسرین نے اپنی سیکڑوں کتب تفسیر و حدیث میں کیا ہے۔ تفسیر مظہری، تفسیر رازی، امام سیوطی، امام عسقلانی، علامہ نبہانی شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتابوں میں کئی بار اہل بیت پاک کے اسماء کے بعد علیہ السلام کا لاحقہ لگایا ہے۔

یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ اس نے مسلمانوں کو سلام کا تحفہ دیا ہے۔ ایک مؤمن دوسرے مؤمن پر ہر ملاقات پر سلام و سلامتی پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک عام مسلمان ہر ملاقات میں علیہ السلام ہو سکتا ہے لیکن اہل بیت اطہار جن کی پاکی کے بارے میں قرآن میں آیت تطہیر نازل ہوئی، ان کے آگے علیہ السلام لگانے سے اعتراض ہوتا ہے۔ واقعی حیرت افسوس اور تعجب ہے۔

ایک مؤمن کسی دوسرے مؤمن کا سلام لے کر جب پہنچتا ہے تو اس کے جواب میں یہی کہا جاتا ہے وعلیکم و علیہ السلام۔ اس جواب میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، ہر مکتب فکر کا یہی جواب ہوتا ہے۔ آن کی آن میں ایک مؤمن علیہ السلام ہو گیا۔ جس کے گھر کا عالم یہ ہے کہ بغیر اجازت حضرت جبرئیل بھی گھر نہیں آتے، اگر اس خاندان کے مبارک ناموں کے آگے علیہ السلام کا لاحقہ لگایا تو اعتراض ہوتا ہے۔ ایک مسلمان اعتراض کرتا ہے تعجب ہے۔

ایک محفل میں پہنچا۔ منظر یہ ہے کہ اس محفل میں مسلم اور غیر مسلم سبھی موجود ہیں۔ سلام بھی کرنا ہے۔ ایسے میں علما کہتے ہیں کہ سلام کے الفاظ تھوڑا بدل جائیں گے۔ اب کہا جائے گا، السلام علی من اتبع الھدی۔ اس پر سلام وسلامتی ہو جس نے ہدایت کو پالیا۔ ہدایت کی پیروی کرنے والا، اسے پالینے والا علیہ السلام ہو جاتا ہے لیکن جو سرچشمہ ہدایت ہے، منبع رشد و نور ہے، جن کے بارے میں پیغمبر اعظم نے ارشاد فرمایا "ان کے دامن کو تھامے رہنا گمراہ نہیں ہو گے۔" ان کو علیہ السلام کہنے پر اعتراض ہوتا ہے تعجب ہے۔

ہر نمازی پر قعدہ میں التحیات پڑھتے وقت یہ دہراتا ہے: السلام علیک ایھا النبی اس کے جواب میں رسول گرامی وقار نے فرمایا: السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین یعنی خود نبی کی زبانی ہر صالح بندہ علیہ السلام ہو گیا۔ وہ بھی عین نماز کے دوران ہر نمازی ایک دوسرے مؤمن صالح بندوں کو علیہ السلام کا تحفہ پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسلامی روایت و تاریخ، قرآنی انداز و اصول نے تو ہمیں یہی ادب سکھایا ہے۔ جن پر خود اسلام اور نماز فخر کرے اس کے ساتھ علیہ السلام لگانے پر اعتراض! تعجب ہے۔

ہماری خود کی حالت یہ ہے کہ ہمیں خود ہمارے عقائد اعمال کی فکر نہیں۔ نظریات وخیالات کی پاکیزگی کا خیال نہیں۔ توجہ الی اللہ پر نظر نہیں۔ خدمت خلق کی جستجو نہیں۔ سجدوں کا ذوق وشوق نہیں۔ اخلاص و ایثار کا نام ونشان نہیں۔ نہ حقوق اللہ کی ادائگی کی فکر ہے نہ حقوق العباد کی چاہت ہے۔ ہم ہماری ذمہ داری تو کما حقہ ادا کرنے سے قاصر ہیں لیکن ہماری بحث کا موضوع وہ ہوتے ہیں جن کے بارے میں پہلے سے ارشاد فرمایا جا چکا ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی دامن تھام لو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ شہرت کا یہ شوق کہیں ہمارے لئے جہنم کا ایندھن تو نہیں تیار کر رہا ہے۔

خدارا اپنی تقریر و تحریر کو صحیح رخ دو۔ اس طرح کی مجرمانہ غلط فہمی پیدا کرنا اور غلط بیانی سے کام لینا خود کی ہلاکت کا سبب ہے۔ اس سے خود بھی بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ (القرآن) ●●●

☆ ترجمان دفتر علماو مشائخ بورڈ، جوہری فارم، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵
Mob: 09582859385
email: abdulmoid07@gmail.com

فقہی مسائل | اصلاح معاشرہ

# عوام میں مشہور غلط فہمیوں کی اصلاح

محمد سفیر الحق رضوی نظامی☆

سوال: کیا ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ عید اور خوشی کا دن ہے؟

جواب: ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ عید اور خوشی کا دن نہیں، عوام میں جو مشہور ہے وہ بے اصل ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ص ۶۴۵، ج ۲)

سوال: لڑکوں کے ناک کان چھدوانے اور ان کے سروں پر چوٹیاں رکھنے کی منت ماننا کیسا ہے؟ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح کی مانی ہوئی منتیں پوری نہ کرنے سے بچہ مر جائے گا؟

جواب: اس طرح کی منتیں ماننا جہالت و نادانی ہے مسلمانوں کو اس طرح کی منتیں ماننے کے بجائے جائز منتیں ماننا چاہیے اور لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کی مانی ہوئی منتیں پوری نہ کرنے سے بچہ مر جائے گا کیوں کہ بچہ مرنے والا ہوگا تو یہ ناجائز منتیں بچا نہ لیں گی۔
(فتاویٰ برکاتیہ، ص ۱۷۶)

سوال: کچھ نوجوان فیشن کے طور پر کانوں میں بالیاں پہنتے ہیں کیا یہ شرعاً درست ہے؟

جواب: لڑکوں کو کان چھدوانا اور بالیاں پہننا ناجائز و گناہ ہے نیز یہ ہندوانہ طریقہ ہے مسلمانوں کو ایسے فیشن سے دور رہنا چاہیے۔
(بہار شریعت، ص ۵۹۶، ج ۱۶)

سوال: کچھ مقامات پر رجب کے مہینے میں کنڈے کی فاتحہ دلانے کے بعد جہاں کنڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلائے جاتے ہیں وہاں سے ہٹانا برا سمجھا جاتا ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: رجب کے مہینے میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لیے کونڈا بھرنا جائز ہے البتہ اسی جگہ کھانے کی پابندی لگانا اور وہاں سے ہٹانے کو برا سمجھنا یہ ایک لغو خیال اور بے جا پابندی ہے۔ (بہار شریعت، ص ۶۴۳، ج ۱۶ ناشر مکتبۃ المدینہ)

سوال: بہت سی عورتیں پیروں سے پردہ نہیں کرتی اور کہتی ہیں کہ پیر تو باپ کی طرح ہوتا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟

جواب: عورت پر ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے اور اکثر پیران عظام غیر محرم ہی ہوتے ہیں اس لیے پیر اگر غیر محرم ہو تو اس سے بھی پردہ ضروری ہے۔ اگر کوئی عورت غیر محرم پیر کے سامنے بغیر پردے کے آئے گی تو سخت گنہ گار ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۳۰۴، ج ۹ نصف آخر)

سوال: آج کل ایسے پرچے جگہ جگہ بانٹے جاتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ اسے نہ چھپوایا تو نقصان ہوگا۔ کیا چھپوانا ضروری ہے؟

جواب: یہ صرف لوگوں کا دھوکا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ہمیں ایسے پرچے نہیں پڑھنے چاہیے اور نہ ہی چھپوانا چاہیے۔

سوال: لوگوں میں مشہور ہے کہ خضاب لگانا حرام ہے مگر کالی مہندی لگانا جائز ہے۔ کیا یہ صحیح بات ہے؟

جواب: جس طرح عام حالات میں خضاب لگانا حرام ہے اسی طرح کالی مہندی بھی حرام ہے حدیث شریف میں بغیر کسی قید کے کالے رنگ سے روکا گیا ہے لہٰذا جو چیز بالوں کو کالا کرے چاہے وہ مہندی ہو یا تیل سب ناجائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۳۳، ج ۹، نصف اول)

سوال: تعزیہ پر شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: تعزیہ پر شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز نہیں۔
(فتاویٰ فیض الرسول، ص ۵۶۴، ج ۲)

سوال: عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا صرف عورتیں ہی کھا سکتی ہیں مرد نہیں کھا سکتے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: یہ بالکل غلط ہے شرعی طور پر یہ کھانا مرد و عورت سبھی کھا سکتے ہیں کسی کے لیے کوئی ممانعت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۰، ج ۹)

سوال: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ قطب ستارے کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا منع ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: یہ بالکل غلط مشہور ہے صحیح بات یہ ہے کہ قطب ستارے کی طرف پاؤں پھیلا کر سونے میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ، ص ۵۷، ج ۹، نصف آخر)

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونا منع ہے؟
جواب: عوام میں یہ غلط مشہور ہے صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونے میں کوئی حرج نہیں۔
سوال: عوام میں مشہور ہے کہ رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے کہ اس سے چہرے پر جھائیاں پڑتی ہیں، کہاں تک درست ہے؟
جواب: یہ بات لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح بات یہ ہے کہ رات کو آئینہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۱۹، ج ۹، نصف آخر)
سوال: عموماً لوگ بلا اجازت دوسرے کے درخت سے مسواک یا چھپر سے تنکا یا مٹی کا ڈھیلا لے لیتے ہیں تو یہ لینا کیسا ہے؟
جواب: ہر ایسی چیز عادۃً جس کی اجازت ہوتی ہے اور اس کے لینے سے مالک کو ناگوار نہ گزرے تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ، ص ۲۶۸، ج ۹، نصف آخر)
سوال: جھینگا مچھلی کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جھینگا کے مچھلی ہونے اور نہ ہونے میں علما کا اختلاف ہے اس لیے اس سے بچنا ہی اولیٰ ہے۔ (احکام شریعت، ص ۱۵، ح ۱)
سوال: لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ حضرت مولا علی ﷺ نے لال کافر کو مارا تو وہ بھاگ گیا، وہ ابھی بھی زندہ ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟
جواب: یہ روایت بے اصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۲۵۲، ج ۱۲)
سوال: دیہاتوں میں یہ مشہور ہے کہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنا منع ہے یہ بات کہاں تک درست ہے؟
جواب: یہ بات غلط مشہور ہے۔ ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ مصطفویہ، ص ۵۳۶)
سوال: کیا مسلمان عورتوں کو ساڑی پہننا ناجائز و گناہ ہے؟
جواب: جن علاقوں میں صرف غیر مسلم عورتیں ہی ساڑی پہنتی ہیں اور اسے لباس کفار خیال کیا جاتا ہے ان علاقوں میں مسلمان عورتوں کو ساڑی پہننا ناجائز و گناہ ہے لیکن جن علاقوں میں یہ مسلمانوں کا بھی لباس ہے یعنی مسلم و غیر مسلم سبھی عورتیں پہنتی ہیں وہاں اس کا استعمال جائز ہے۔ (حاشیہ فتاویٰ امجدیہ، ص ۱۴۵، ج ۴)
سوال: کیا جاندار کی تصویر والے کھلونے بچوں کو خرید کر دینا اور بچوں کا ان سے کھیلنا جائز ہے؟
جواب: جی ہاں! جاندار کی تصویر والے کھلونے بچوں کو کھیلنے کے لیے دینا اور بچوں کا ان سے کھیلنا جائز ہے بلکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گڑیاں تھیں اور وہ ان سے کھیلتی بھی تھیں بلکہ ایک گڑیا گھوڑے کی شکل کی تھی جس کے بازو بنا رکھے تھے۔ (فتاویٰ امجدیہ، ص ۲۳۳، ج ۴)
سوال: شیخ سدو کے نام سے فاتحہ کرنا کیسا ہے؟
جواب: شیخ سدو کوئی نیک آدمی نہیں بلکہ بدکار و بدعمل اور خبیث روح ہے جس کا مسلمان ہونا بھی معلوم نہیں اس لیے اس کے نام فاتحہ دینا اور ایصال ثواب کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۳۴۰، ج ۸)
سوال: بعض قرآن خوانی مولویوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب ان سے ایصال ثواب کی خاطر ایک ختم قرآن مجید مانگا جاتا ہے تو وہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا کافی سمجھتے ہیں۔ کیا تین بار سورۂ اخلاص پڑھنے سے ایک بار قرآن مجید پڑھنے کا ثواب مل جاتا ہے؟
جواب: جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اس میں لوگوں پر سورۂ اخلاص کی فضیلت ظاہر کرنا مقصود ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا ایک بار قرآن مجید پڑھنے کے برابر ہے۔ اس لیے ایصال ثواب کے لیے ایک ختم قرآن کی جگہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھنے کو کافی سمجھنا ہرگز درست نہیں۔
(ماہنامہ کنز الایمان، ص ۱۴، شمارہ جون ۲۰۰۱ء)
سوال: جس گھر میں حیض و نفاس والی عورت ہو، کیا اس گھر میں فاتحہ نہیں دے سکتے؟
جواب: اس گھر میں فاتحہ دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اگر کوئی دوسرا فاتحہ وغیرہ کرنا نہیں جانتا ہے اور یہ عورت ہی جانتی ہے تو یہ عورت بھی کچھ اذکار اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر فاتحہ دے سکتی ہے۔ (ماہنامہ سنی دعوت اسلامی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء)
سوال: عورت حالت حیض و نفاس میں نیاز کا کھانا نہیں پکا سکتی؟
جواب: عورت حالت حیض و نفاس میں نیاز کا کھانا پکا بھی سکتی ہے، کھا بھی سکتی ہے اور فاتحہ بھی دے سکتی ہے۔
(ماہنامہ سنی دعوت اسلامی، ص ۱۲، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء)

☆☆☆

خادم دارالعلوم غریب نواز الٰہ آباد (یوپی) 9506544239

**عقیدہ ونظریہ**

# اعلیٰ حضرت اور شیعیت وتقیہ بازی سے سخت نفرت

**انتخاب عارف صدیقی**☆

اپنے وقت کے تمام بڑے بڑے ممتاز علما وفقہا، اولیا اور محدثین کے ساتھ اس زمانے کے لوگوں اور بعد والوں نے کس طرح کے سلوک کیے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں حاسدین نے کیا کیا الزامات سلف پر لگائے۔ مولوی احسان الٰہی ظہیر (اہل حدیث) نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب البریلویۃ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بے داغ ذات پر بے شمار الزامات واتہامات کا انبار لگائے یہ کوئی نئی بات ہیں۔

خطیب بغدادی کی کتاب پڑھیں تو آپ کو انداز ہوگا کہ امام اعظم پر کتنی تہمتیں لگیں۔ کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ کسی نے بے علم کہا تو کسی نے کچھ اور یہاں تک کہ بڑے بڑے محدثین نے ان سے روائتیں نہیں لیں۔ امام مالک کو کوڑے لگوائے گئے، ان کی داڑھی مبارکہ منڈوادی گئی۔ امام شافعی کو رافضی کہا گیا، امام احمد ابن حنبل کو کوڑے مارے گئے۔ امام غزالی پر کفر کا فتویٰ لگا، اس دور کے مفتیان کرام نے ان کی شاہکار کتاب ''احیاء علوم الدین'' کو جلادینے کا فتویٰ دیا۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی کو اپنے وطن بسطام سے نکال دیا گیا۔ حضرت ابوالحسین شاذلی مصر گئے تو وہاں سے پتھر مار کران کو نکال دیا گیا، سمندر میں کشتی پر گھومتے رہے، شیخ محی الدین ابن عربی کو مار کر شہید کر دیا گیا۔ اور شیخین پر بھی الزامات لگائے گئے۔ امام شعرانی اور امام جلال الدین سیوطی کے حالات پڑھیں آپ کو اندازہ ہوگا کہ جن لوگوں نے بھی اپنے عہد میں تجدید واحیائے دین کا کام کیا سب پر تہمتیں لگیں۔ سب کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں۔ فتوے لگے اور ایک طوفان بپا کیا گیا، مگر ہر امام ہر مجدد ہر فقیہ ہر ولی کا وطیرہ یہ رہا کہ انھوں نے ناسمجھ علما سے تکرار نہیں کیا بلکہ وہ مسلسل کام کرتے رہے۔

فاضل بریلوی نے بھی اپنے اکابر ومشائخ کی سنت پر عمل کیا۔ ان پر بے شمار الزامات عائد کیے گئے۔ ان الزامات میں ایک الزام یہ بھی ہے جس کو وہابی مولوی احسان الٰہی ظہیر نے رقم کیا ہے کہ مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کا تعلق شیعہ خاندان سے تھا، انھوں نے ساری عمر تقیہ کیے رکھا، اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دی تاکہ وہ اہل سنت کے درمیان شیعہ عقائد کو رواج دے سکیں۔ اس کے ثبوت کے لیے جن دلائل کا ذکر کرتا ہے ان میں سے چند ایک بیان کرتا ہوں

(ا) فاضل بریلوی کے آباواجداد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کا شجرۂ نسب یہ ہے:

احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی (بریلویت، ص۵)

وہابی مولویوں کو اگر شیعہ خاندان سے تعلق ظاہر کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو وہ اپنی فہرست میں یہ اسمائے گرامی بھی شامل کرلیں جو، نزہۃ الخواطر جلد ہشتم سے ماخوذ ہے، شیخ الکل نذیر حسن دہلوی بن جواد علی، رشید احمد گنگوہی بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی بن اکبر علی، شیخ الہند محمود حسن بن ذوالفقار علی۔

شیعوں سے متعلق پوچھے گئے اعلیٰ حضرت سے سوالات کا دندان شکن ومسکت مدلل ومفصل جوابات حاضر ہیں، مخالفین اپنی غلط فہمی دور کرلیں اور متبعین اپنی اصلاح کریں۔

**سوال:** محرم میں بعض مسلمان سبز (ہرے) رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

**جواب:** محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ رافضیان لئام ہے۔ (احکام شریعت)

**سوال:** تعزیہ داری میں لہو ولعب یعنی کھیل تماشہ سمجھ کر دیکھا جائے تو کیسا ہے؟

**جواب:** ناجائز کام میں جس طرح جان ومال سے مدد کرے گا یوں ہی سواد (مجمع) بڑھا کر بھی مددگار ہوگا، ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (الملفوظ حصہ دوم)

**سوال:** رافضیوں (شیعوں) کی مجلس میں سنی مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا۔ ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھ محرم کو جب کہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** رافضیوں (شیعوں) کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے، ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے ان کی نیاز نیاز نہیں

اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک قلتیں (کلی) کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے، اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ (احکام شریعت)

**سوال:** بعض سنت جماعت عشرۂ محرم (یکم محرم سے دس محرم تک) نہ دن بھر روٹی پکارتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ ان دس دن میں کپڑے نہیں اوتارتے، ماہ محرم میں کوئی بیاہ نہیں کرتے، ان ایام میں سوائے امام عالی مقام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے، یہ امور جائز ہیں یا ناجائز؟

**جواب:** پہلی تینوں باتیں سوگ کہ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینہ میں ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

**سوال:** مجلس میلاد شریف میں بیان مولود شریف کے ساتھ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ علیہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

**جواب:** علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے، ذکر حزن مناسب نہیں کمافی مجمع ابحار۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

**سوال:** اہل سنت کو رافضیوں سے ملنا، جلنا، کھانا، پینا، اور رافضیوں (شیعوں) سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ جو شخص سنی ہوکر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے؟

**جواب:** روافضِ زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں (کما بیناہ فی ردالرفضۃ) ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں۔ ان مرتدیں سے میل جول نشست برخاست سلام سب حرام ہے۔ جو سنی ہوکر اُن سے میل جول رکھے اگر وہ خود رافضی نہیں تو کم از کم فاسق وفاجر مرتکب کبائر ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ اس کی امامت ممنوع ہے اور اسے امام بنانا حرام، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ (فتاویٰ رضوی جلد سوم)

**سوال:** آج کل (عشرہ کے دن) لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے بسکٹ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں، ایک کے اوپر ایک گرتا ہے، بعض کو چوٹ لگ جاتی اور وہ روٹیاں زمین میں گر کر پاؤں سے روند جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں گر جاتی ہیں آپ خواروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آپ خورہ بھی شربت کا نہیں رہتا ہے۔ ایسی خیر خیرات اور لنگر جائز ہے؟

**نوٹ:** اب تقریباً یہ رسم چھتوں سے روٹی پھینکنے کی ختم ہوگئی ہے کچھ علاقوں میں اب بھی ہے اعلیٰ حضرت کا جواب ملاحظہ ہو۔

**جواب:** یہ خیرات نہیں سورویات ہے ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہے۔ (احکام شریعت)

**سوال:** علم، تعزیہ، براق، مہندی وغیرہ جو رائج ہے ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ **جواب:** یہ سب جو رائج ہیں کل کی کل بدعت ہیں اور بدعت سے کبھی شوکت اسلام نہیں ہوتی اور تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا جہالت ہے، اس سے منت مانگنا حماقت ہے اور تعزیہ داری نہ کرنے کو باعث نقصان سمجھنا، زمانہ کا وہم ہے اس لیے مسلمانوں کو اپنے حرکات وخیالات سے باز رہنا چاہیے۔ (اسلام اور تعزیہ داری)

**سوال:** کسی نے سوال کیا کہ خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روزِ محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہوں گی اور امام حسین اور امام حسن کے خون آلود، زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو جنگ احد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کا معاوضہ میں امت عاصی کو بخشوائیں گی۔ صحیح ہے یا نہیں؟

**جواب:** یہ سب جھوٹ افترا کذب، گستاخی اور بے ادبی ہے۔ مجمع اولین وآخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا۔ وہ کہ جب صراط پر گذر فرمائیں گی، زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنا سر جھکالو، اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ صراط پر سے گزر فرماتی ہیں پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلوہ میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

**سوال:** ہر شہر میں مصنوعی کربلا بنانا، علم تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، وغیرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب:** کربلا عراق میں اس جگہ کا نام ہے جہاں امام عالی

مقام اپنے ساتھیوں کے ساتھ یزیدی فوجوں کے ذریعے شہید کیے گئے۔اب جہاں تعزیے جمع اور پھر دفن کیے جاتے ہیں ان جگہوں کولوگ کربلا کہنے لگے۔دین اسلام میں ان فرضی کربلاؤں کی کوئی حیثیت نہیں،انھیں مقدس مقام خیال کر کے ان کا احترام کرنا سب رافضیت (شیعیت)اور جہالت کی پیداوار ہیں۔علم تعزیے،مہندی کی منت گشت چڑھاوا ڈھول تاشے مجیرے مرثیے ماتم مصنوعی کربلا جانا،سب باتیں حرام وناجائز گناہ ہیں۔(فتاویٰ رضویہ،جلد۲۴)

**سوال:** امام قاسم کی مہندی کی کوئی حقیقت ہے؟

**جواب:** حضرت امام قاسم امام عالی مقام کے بھتیجے اور امام حسن کے شہزادے ہیں،کربلا میں اپنے چچا بزرگوار کے ساتھ بہت سے ظالموں کو مار کر شہید کیے گئے،بات صرف اتنی ہے کہ امام عالی مقام کی ایک صاحبزادی سے ان کی نسبت طے ہو چکی تھی نکاح سے پہلے ہی سانحہ درپیش ہو گیا،اتنی سی بات کو لوگوں نے افسانہ بنادیا اور کہا کہ کربلا میں ہی ان کی شادی ہوئی،وہ دلہا بنے،ان کی مہندی لگی اور مہندی کہیں ۷ تاریخ اور کہیں ۸ تاریخ اور کہیں ۱۳ کے میلے تماشے اور ڈھول ڈھما کے بن گئے۔ بانس کی پھپچیوں اور کاغذ سے چھوٹے چھوٹے کھلونے بنائے جاتے ہیں اور ان کا نام جاہلوں نے مہندی رکھ دیا اور مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کا مزاج تماشائی تھا،نے اپنے ذوق کی چاشنی کھیل کھیلنے اور تماشے میلے کرنے کے لیے حضرت قاسم کی مبارک شخصیت کو آڑ بنالیا۔خلاصہ یہ ہے کہ مہندی کی رسم اور اس سے متعلق واقعہ سب من گڑھت اور فضولیات سے ہے اور اس کے نام پر جو کچھ خرافات اور جاہلانہ حرکتیں ہوتی ہیں سب ناجائز وگناہ وحرام ہیں۔ عاشورہ کی روشنی کرنا بدعت وناجائز ہے۔(مفہوم عبارت فتاویٰ رضویہ)

**سوال:** محرم میں سوگ منانا سبز کپڑے جائز ہے یا ناجائز؟

**جواب:** عشرہ محرم میں تین رنگوں سے بچو!

سیاہ (کالا) سبز(ہرا) اور سرخ۔سیاہ اور سبز شیعیت کی علامت ہے اور سرخ خارجیت کی۔

**سوال:** محرم کی مجالیس میں مرثیہ خوانی سننا چاہیے یا نہیں؟

**جواب:** محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے اکثر واعظین روایات غلط بیان کرتے ہیں۔مولانا عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب آئینہ قیامت میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہیے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور سننا بہتر ہے۔(الملفوظ حصہ دوم)

**سوال:** روافض (شیعوں) میں شادی کرنا کیسا ہے؟ آج کل عجیب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا......

**جواب:** ناجائز ہے،ایمان والوں سے ہٹ گیا،اللہ ورسول کی محبت جاتی رہی ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے ”تجھے اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ“ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ”ان سے دور بھاگو،انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔“ خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے ”ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا،انھیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے۔تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔“ (الملفوظ،ص۹۷ حصہ دو)

عمرا بن حطان رقاشی اکابر علمائے محدثین سے تھا،اس کی ایک چچا زاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کرلیا۔علمائے کرام نے سن کر طعنہ زنی کی تو اس نے کہا میں نے تو اس لیے نکاح کرلیا کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا۔ایک سال نہ گزرا تھا کہ خود خارجی ہو گیا۔

شد غلام کہ آب جو آرد    آب جو آمد و غلام ببرد

شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو،دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو،آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہوسکتا ہی نہیں۔(الملفوظ حصہ دوم)

آج کل رافضی (شیعہ) تبرائی علی العموم کافر مرتد ہیں۔شاید اُن میں گنتی کے ایسے نکلیں جو اسلام سے کچھ حصہ رکھتے ہوں ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جو بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے حضور ﷺ کے بعد پورا نہ رہا،اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں صحابہ کرام یا اور اہل سنت نے معاذ اللہ کم کردی۔اور یہ بھی ان کے چھوٹے بڑے سب مانتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی اور دیگر ائمہ اطہار اگلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل تھے۔یہ دونوں عقیدے خالص کفر ہیں۔جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف،ایک نقطہ کی

نسبت ادنیٰ احتمال کے طور پر کرے کہ شاید کسی نے گھٹایا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا ہو، وہ کافر ہے اور قرآن کریم کا منکر۔ یوں ہی جو کسی نبی سے غیر نبی کو افضل بتائے وہ بھی کافر۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸)

**روافض کارد:** اذان میں اشھد ان علیاً ولی اللہ اُن کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ متزاد ہے نیز تصریح ہے۔ حی علیٰ خیر العمل۔ مضوضه لعنهم الله کی ایجاد ہے۔ یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

**سوال:** آج کل اکثر سنی جماعت کے لوگ فرقہ باطل کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعقیدہ ہو گئے ہیں۔ بہت سے سنی رافضیوں کی صحبت میں رہ کر حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ لالچی تھے یعنی انھوں نے حضرت علی اور آل رسول یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے ٹکرا کر اُن کی خلافت لے لی اور ہزار صحابہ کو شہید کیا۔

**جواب:** اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابۂ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف با ایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمادیا وکلا و عداللہ الحسنیٰ، دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے اس کی بھنک تک نہ لیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھڑی انھیں غمگین نہ کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۰)

رسول اللہ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے، اللہ کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ میں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب تعالیٰ نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: ومن یکون یطعن فی معاویة فذاك من كلاب الهاوية۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں ایک کتا ہے۔ (احکام شریعت، حصہ اول مسئلہ ۲۴)

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اہل سنت (کثرہم اللہ) کہ زید نعوذ باللہ سیدنا امیر معاویہ کو برا جانتا ہے اور سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کی تصدیق کرتا ہے نیز مجتہدین شیعہ حال کو تعظیم دیتا ہے، ان سے مصافحہ کر کے ہاتھ چومتا ہے نیز عمرو سے اپنی شان میں یہ اشعار سن کر کچھ نہ کہا

"انتہائے انبیا و اولیا تم ہی تو ہو
تم محمد، تم علی، تم فاطمہ، تم نور عین
چاند کے ٹکڑے کیے تھے واں نبی کے روپ میں
طور پر موسیٰ عرب میں مصطفیٰ تم ہی تو ہو

تو زید کافر اور مرتد ہے یا نہیں؟ (عرفان شریعت، حصہ ۳، ص ۷، مسئلہ ۸)

**جواب:** ضرور کافر مرتد ہے۔

روافض زمانہ دشمنان صحابہ اور معاندین خلفائے ثلاثہ کے علمی وتحقیقی اور فاضلانہ تعاقب ومحاسبہ میں۔ بھی عصر رواں اور مائۂ ماضیہ میں سیدی اعلیٰ حضرت فرد تنہا نظر آتے ہیں اس عنوان سے بھی ان کا کوئی ہم سر وثانی اور مقابل نظر نہیں آتا۔ اس سلسلہ میں فاضل بریلوی نے روافض کے رد میں متعدد وجامع اہم کتابیں تصنیف فرمائیں۔ سیدنا امیر المومنین امام المتصدقین خلیفہ اول، خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر، سیدنا امیر المومنین غیظ المنافقین فاروق حق وباطل امام الہدیٰ سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جیسی عظیم جلیل ومقدس اور متقدر ہستیوں کے ایمان واسلام وخلافت اور امارت کا قائل نہ ہوا، ایسا عصر حاضر کا رافضی خود فی الواقعہ کافر و مرتد ومردود مطلق ہے۔ اس سلسلہ میں فاضل بریلوی نے جامع محقق کتاب "ردالرفضہ" ۱۴۲۰ھ میں ارقام فرمائی جس کا اردو ترجمہ "ردشیعت" کے نام سے سنی کتب خانوں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ فاضل بریلوی نے رافضیوں اور تبرائیوں کا حکم قطعی اجماعی یوں بیان فرمایا کہ "وہ علی العموم کفار ومرتدین ہیں ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔" (ردشیعیت)

اس کے برعکس دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔

مولوی اشرف علی تھانوی "امدادالفتاویٰ" میں رقم طراز ہیں:

شیعہ کے ذبیحہ میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے، شیعہ سنی کا تفریق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے نکاح منعقد ہو گیا، لہٰذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔"

فاضل بریلوی کی ایک اہم معرکتہ الآراء اور فاضلانہ جامع ومدلل کتاب "غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق" سن تالیف ۱۳۳۱ھ۔ یہ

دونوں اہم کتابیں فتاویٰ رضویہ میں بھی شامل ہیں۔

غایۃ التحقیق میں سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ عنہ، خلیفہ اول، خلیفہ بلا فصل اور تمام انبیا و مرسلین کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ہونا، ائمہ اہل بیت کی احادیث ائمہ اہل بیت کے اقوال اور ان کے ارشادات سے ثابت کیا ہے۔ فاضل بریلوی نے مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ایک طویل نظم تحریر فرمائی ہے۔

نہیں ہے بعد رسل ان کا مثل عالم میں
یہی ہے میرا عقیدہ یہی ہے راہ خیار
نہ چھوڑا بعد فنا بھی نبی کے قدموں کو
ان ہی کے دست بدست جناب روز شمار

اس کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر کی شان عظمت کو قرآن کریم میں وارد وسیجنبھا الاتقی سے ثابت کیا ہے کہ لفظ التقیٰ نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ جب کہ اس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال ۲ ماہ تھی۔ اس رسالہ میں فاضل بریلوی نے صدیق اکبر کی رفعت شان کو بیان کرنے کے لیے جگہ جگہ ایسے استدلال پیش کیے ہیں جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور جس کا جواب آج تک کسی رافضی (شیعہ) سے نہ بن پڑا۔

اسی طرح سیدنا فاروق اعظم کی شان میں یوں عرض کرتے ہیں

عمر وہ عمر جس کی عمر گرامی — ہوئی صرف ارضائے خلاق وہاب
وہ ملک خدا کا اولوالعزم ناظم — وہ شرح رسالت کا ذوالقدر نائب

دشمنان صحابہ، معاندین خلفائے ثلاثہ اور روافض زمانہ کے رد وابطال میں اگر فاضل بریلوی کے فتاویٰ مبارکہ کو جمع کیا جائے تو ہزاروں صفحوں پر مشتمل ناقابل تردید اور فیصلہ کن تاریخی یادگار کتاب بن سکتی ہے۔ ایک بات یہاں واضح کرنا ضروری ہے کہ عصر رواں میں جو عناصر شان صحابہ کے نعرے لگا کر اپنے اصل و باطل عقائد و اعمال پر پردہ ڈال رہے ہیں ان کے عقائد و عمال کے چند نمونے یہ ہیں کہ

اگر کوئی شخص (معاذ اللہ) صحابہ کرام میں کسی کو ملعون و مردود کہے اور صحابہ میں سے کسی کی تکفیر کرکے وہ اپنے اس کبیرہ گناہ کے سبب اہل سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

فتویٰ وہابی جماعت کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں رقم ہے "صحابہ کرام میں شیخین بھی آگئے، اہل سنت جماعت کا اجماع ہے شیخین کی توہین کرنے والا کافر ہے، گنگوہی صاحب اسے سنت جماعت سے بھی خارج نہیں کر رہے۔"

(لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا فتویٰ آپ ملاحظہ کر چکے کہ شیعوں کا ذبیحہ حلال ہے، ان سے نکاح جائز ہے جو اولاد ہوگی وہ ثابت نسب ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ)

مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی کی نماز جنازہ دیوبندی عالم مولوی عبداللہ انور (جانشین مولوی احمد علی لاہوری) نے پڑھائی۔ اس قسم کے پچاسوں حوالہ جات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کا اصل موقف و عقیدہ رافضیوں اور موجودہ شیعوں کے تعلق سے ہمیشہ یہی رہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں، ان کا ذبیحہ حلال ہے، ان کے یہاں شادی بیاہ جائز ہے، وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا جائز ہے مگر اس کے باوجود دیوبندی یہ الزام لگائیں کہ مولانا احمد رضا کا تعلق رافضیوں سے تھا۔ ان بے شرموں کو یہ بھی خبر نہیں کہ ان کے بزرگوں نے رافضیوں کے تعلق سے ہمیشہ محبت والفت والا رشتہ روا رکھا مگر فاضل بریلوی نے ان رافضیوں کا جیسا رد کیا اُس کی نظیر آج تک ہندوستان میں نظر نہیں آتی۔ رافضیوں کے رد میں متعدد محققانہ رسائل تحریر فرمائے، ان کے ذبیحہ کو حرام قرار دیا، ان کی تکفیر فرمائی، ان سے رشتہ ناطہ ناجائز قرار دیے، ان کی نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا۔ رافضیوں پر کتنے سخت احکام جاری فرمائے ہیں، وہ اہل علم کے سامنے ہیں۔ کسی کو اگر دیکھنا ہے تو فاضل بریلوی کے فتاویٰ اور رافضیوں کے رد میں تحریر کیے جانے والے آپ کے جلیل القدر رسائل و کتب کا مطالعہ فرمائیں:

(۱) مطلع القمرين فی ابانة سبقة العمرين
(۲) وجه المشرق بجلوة اسماء الصديق والفاروق
(۳) لمعة الشمعة لهدی شيعة اشنعة
(٤) اعالی الافادة تعزية الهند وبيان اشهادة
(٥) ردالرفضة (ردِ شیعیت) وغیرہ

یہ عشق حسین نہ ذوق شہادت
غافل سمجھ بیٹھا ہے ماتم کو عبادت
حسین زندہ ہیں ان کا روا نہیں ماتم
مقام ان کا ہے جنت تجھے ہے کیسا غم

☆☆☆

☆ عالمی روحانی تحریک رضوی، روحانی مرکز، سرائے کہنہ، امروہہ (یوپی)

شخصیات اسلام

سلسلۂ ابوالعلائیہ نقشبندیہ

# شہنشاہِ آگرہ سرکار امیر ابوالعلاء۔حیات وتعلیمات

**محمد ریان ابوالعلائی**☆

**نام ونسب والدین**: اسم گرامی امیر ابوالعلاء ہے۔والد کا اسم گرامی خواجہ سید ابوالوفا، والدہ ماجدہ کا اسم گرامی المعروف بیگم صاحبہ آپ نجیب الطرفین سید تھے۔والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب سیدالشہداءامام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

(نجاتِ قاسم،ص ۲۶،انوار العارفین،ص ۴۷۲)

**ولادت ومولد**: حضرت امیر ابوالعلاء کی ولادت باسعادت ۹۹۰ھ/۱۵۹۵ء میں بمقام قصبہ نریلہ میں ہوئی جو دہلی سے کچھ دور واقع ہے آپ سیدنا سرکار کے خطاب سے زیادہ مشہور ہیں۔والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ احراری ہیں آپ کا نسب نامہ مادری حسب ذیل ہے والدہ ماجدہ المعروف بیگم صاحبہ بنت خواجہ محمد فیض بن خواجہ ابوالفیض بن خواجہ سید عبداللہ بلقب خواجہ کلاں بن خواجہ عبداللہ احراری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔(نجات قاسم (م) حضرت شاہ قاسم ابوالعلائی داناپوری)

**خاندانی حالات**: آپ کے آباواجداد سمرقند کے رہنے والے تھے۔سمرقند میں آپ کے خاندان کے افراد دولت وثروت اور جاہ ومنصب کے علاوہ شجاعت وبہادری اور زہد وتقویٰ میں مشہور تھے۔آپ کے جد حضرت خواجہ امیر عبدالسلام سمرقند سے سکونت ترک کرکے اکبر کے عہد حکومت میں ہندوستان تشریف لائے،قصبہ نریلہ میں جو دہلی سے کچھ دور واقع ہے پہنچ کر وہاں قیام فرمایا کچھ عرصے وہاں قیام کرکے مع اہل وعیال فتح پور سیکری رہے بعدازاں اپنے صاحبزادے حضرت امیر ابوالوفاء کی وفات حسرت آیات کے صدمے سے اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ فتح پور سیکری سکونت ترک کرنے پر مجبور ہوئے۔حج کے لیے روانہ ہوئے اور وہیں انھوں نے وفات پائی۔آپ کے جد حضرت امیر عبدالسلام کے چار لڑکے تھے سب سے بڑے کا نام خواجہ ابوالوفا، خواجہ ابوالنصیر، خواجہ امیر عبداللہ اور چوتھے لڑکے کا نام خواجہ امیر ابوالصفا تھا۔(نجات قاسم،ص ۶۷، مصنفہ حضرت شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری رحمۃ اللہ علیہ)

**بچپن میں صدمہ**: ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ والدہ ماجدہ کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا آپ کے والد ماجد کو درد قولج کی شکایت ہوئی اور اس میں انھوں نے وفات پائی۔ان کی نعش کو دہلی لے جایا گیا، وہیں مدرسہ لعل دروازہ کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔آپ کے یتیم ہونے کے بعد آپ کے جد حضرت امیر عبدالسلام آپ کی ہر طرح سے دل جوئی کرتے اور آپ کی ہر بات کا خیال رکھتے۔حضرت امیر عبدالسلام حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے پھر ہندوستان واپس تشریف نہ لاسکے وہیں انھوں نے وافات پائی۔آپ کے دادا نے آپ کو نانا خواجہ فیض کے سپرد فرمایا تھا۔ابھی آپ اچھی طرح سن شعور کو پہنچے بھی نہ تھے کہ آپ کے نانا حضرت خواجہ محمد فیض نے ایک مہم میں جام شہادت نوش فرمایا۔(انوار العارفین،ص ۴۷۳)

**تعلیم وتربیت**: آپ کے نانا حضرت خواجہ محمد فیض المعروف خواجہ فیضی بردوان میں نظامت کے عہدے پر فائز تھے وہ آپ کو اپنے ہمراہ بردوان لے گئے۔آپ کی تعلیم وتربیت آپ کے نانا کی نگرانی میں بردوان میں ہوئی آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، صرف، نحو میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی، فارسی زبان پر آپ نے عبور حاصل کیا۔آپ نے جلد ہی علوم ظاہری اور کمالات باطنی میں ماہر ہوئے۔فن سپہ گری اور تیراندازی میں بے مثال ثابت ہوئے۔فصاحت وبلاغت کے لیے مشہور ہوئے۔آپ معاملہ فہمی، راست گوئی، خوش تدبیری، استقلال، ہمت، شجاعت، دلیری اور بہادری کا بہت جلد اعلیٰ نمونہ بن گئے۔

(نجات قاسم،ص ۵۶)

**پہلا خواب**: ایک رات آپ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ آپ سے فرماتے ہیں ”اے سید ابوالعلیٰ! یہ کیا وضع اختیار کی ہے چھوڑو ہماری طرح اختیار کرو، اگر فکر معیشت ہے تو اللہ نور السموات والارض (اللہ روشن کرنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں کو) اس کی سمجھو! کوئی خطرہ یا اندیشہ دل میں نہ لاؤ“ اس کے بعد اُن بزرگوں میں ایک بزرگ نے استرہ لیا اور آپ کے سر کے بال تراشے، دوسرے بزرگ نے

آپ کو کفنی پہنائی اور تیرے بزرگ نے آپ کے سر پر عمامہ رکھا۔

**دوسرا خواب:** بردوان پہنچ کر آپ نے پھر ایک خواب دیکھا جس میں آپ بجائے تین بزرگوں کے چار بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اِن بزرگوں میں تین بزرگ تو وہی تھے جن کو پہلے خواب میں آپ دیکھ چکے تھے چوتھے بزرگ جن کی زیارت سے آپ اس خواب میں مشرف ہوئے پیکر نور تھے اُن کا چہرۂ مبارک اس قدر تاباں وروشن تھا کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی تھی اِن بزرگوں نے آپ کو حکم دیا کہ ''اے فرزند دل بند، نور بھر بلند اختر اپنا طریقہ آبائی اختیار کرو۔''

اب ان بزرگوں کے متعلق جن کی زیارت سے آپ پہلی اور دوسری خواب میں مشرف ہوئے، ہر کس و نا کس کو نہیں بتاتے، بہت ہی خاص لوگوں سے آپ اُن بزرگوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ''جن کی زیارت پیشتر خواب میں حاصل ہوئی اُن سے بے علم تھا ہاں دوبارہ جب زیارت سے فیضاب ومشرف ہوا تو آگاہ ہوا کہ جن بزرگ کا چہرۂ مبارک نورانی آفتاب سے زیادہ مجلیٰ اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا وہ لاریب جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور وہ تین بزرگ جو خواب اوّل ودوئم میں تشریف لائے ان میں سے جن بزرگ نے میرے سر کے بال تراشے وہ امام الاولیاء حضرت سیدنا شیر خدا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دو صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور حضرت سیدنا امام حسین شہید کربل تھے۔ (نجات قاسم، ص۴۲)

**نادشاہ کے دربار میں بادشاہ کو جواب:**
جہانگیر کا دربار رات کو آراستہ ہوتا تھا۔ رات کے آخری حصہ میں خاص خاص امراء، ارکان دولت اور عیاں مملکت کے سوا کوئی دربار میں نہ آیا تھا۔ ایک دن جہانگیر نے اپنے امراء کا امتحان لینا طے کیا سب نے کوشش کی لیکن کسی کا نشانہ ٹھیک نہ بیٹھا۔ فوراً خیال آیا حکم دیا کہ ابوالعلا کو بلاؤ آپ دربار میں تشریف لائے۔ آپ کا پہلا نشانہ خطا ہوا مگر دوسرا ٹھیک بیٹھا جہاں گیر نے آپ کو پیش کیا آپ نے شاہی دربار کے آداب کو ملحوظ رکھا جام تو لیا لیکن اپنے آستین میں گرادیا جہاں گیر نے دوبارہ جام پیش کیا آپ نے پھر ویسا ہی کیا شراب پھینک دی اور جام ساقی کو دے دیا۔ اب جہانگیر تاب نہ لا سکا نشہ میں تو تھا ہی، غصہ میں آپ سے کہنے لگا ''یہ خودنمائی، بے اعتنائی ولاپروائی، افوہ کیا تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے؟ یہ سن کر آپ نے بے پروائی سے جواب دیا: ''ہاں غضب سلطانی سے نہیں ڈرتا ہوں'' اتنا کہہ کر زور سے ایک نعرہ لگایا۔ نعرہ کی آواز پر دو شیر غراں نمودار ہوئے آپ نے اُن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ''بہر صورت کہ می آئی می شناسم'' (جس صورت میں بھی تو آتا ہے میں پہچانتا ہوں) جہاں گیر فوراً دربار کے اندر چلا گیا۔ (نجات قاسم ۳۱)

**ابوالعلاء خواجہ غریب نواز کے آستانے پر:**
دوسرے دن صبح کو آپ نے ایک چادر آوڑھی سفید تہبند باندھا جو نقد جنس اور مال باقی تھا وہ بھی فقراء ومساکین کو تقسیم کر دیا۔ آگرہ سے اجمیر شریف جانے کا آپ نے یہ پروگرام بنایا کہ آگرہ سے دہلی جایا جائے اور وہاں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا بدایونی ثم دہلوی کے مزارات پر حاضر ہوا جائے اور پھر دہلی سے اجمیر شریف۔ دربار معلّٰی اجمیر میں خواجہ غریب نواز بصورت مثالی آپ سے مخاطب ہوئے آپ کو توجہ عینی فرمایا۔ آپ کے سلسلہ کے افراد اس توجہ عینی پر فخر اور ناز کرتے ہیں۔ آپ خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر اعتکاف میں رہنے لگے ایک رات پھر خواجہ صاحب بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے خواجہ صاحب نے ایک سرخ رنگ کی چیز جو تسبیح کے دانے کے برابر تھی آپ کے منھ میں ڈال دی اُس سرخ چیز کو کھاتے ہی آپ کا قلب روشن ہوا، حجابات اُٹھ گئے، اب سیر فی اللہ کا آغاز ہوا، کام پورا ہوا۔ خواجہ غریب نواز نے آپ کو حکم دیا کہ آگرہ پہنچ کر اپنے عم محترم حضرت امیر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوں اور اُن ہی کی لڑکی سے شادی کریں۔ (نجات قاسم، ص۹۱، انوار العارفین، ص۳۷۶)

**بیعت وخلافت خرقہ وجانشینی:** خواجۂ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی سنجری اجمیری کے حکم کے مطابق آپ اپنے عم محترم حضرت سید امیر عبداللہ احراری سے مرید ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد پیرومرشد نے خرقۂ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا اور آپ کو تبرکات تفویض فرمائے۔ آپ کو اپنا جانشیں وسجادہ نشیں مقرر کیا۔ آپ کی اہلیت وقابلیت اور اپنی محبت کا ثبوت دے کر آپ کو ممتاز، سرفراز وسردار کیا۔ (نجات قاسم، ص۶۲)

**آگرہ میں آمد:** آپ بسلسلہ ملازمت بردوان میں ہی مقیم تھے کہ شہنشاہ اکبر اکتوبر ۱۶۰۵ء میں مرگیا، جہاں گیر تخت شاہی پر رونق افروز ہوا۔ جہاں گیر نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد ایک فرمان اس امر کا جاری کیا کہ امراء ناظم، صوبے دار، منصب دار آگرہ آئیں اور شاہی دربار میں حاضر ہوں اُن کی اہلیت، قابلیت، لیاقت، وجاہت،

ذہانت اور شخصیت کو پرکھنا از بس ضروری ہے۔ آپ تو خود ہی ملازمت سے بیزار تھے اور بردوان سے آگرہ جانا چاہتے تھے جب یہ شاہی فرمان بردوان پہنچا، آپ نے اس کو تائید غیبی سمجھا اور آگرہ کی راہ لی۔

**خلفاء:** آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت سیدنا امیر نور العلاء کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد وہ آپ کے سجادہ نشیں ہوئے اور رشد وہدایت میں مشغول ہوئے آپ کے نامدار اور مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت امیر فیض اللہ (صاحبزادے) حضرت امیر نور العلاء (صاحبزادے وجانشیں) حضرت خواجہ محمدی عرف خواجہ فولاد، حضرت مولا ولی محمد اکبرآبادی، حضرت لاڈ خاں صاحب، حضرت سید محمد کالپوی، حضرت سید دولت محمد برہان پوری، شیخ محمد رفیع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

**سلسلۂ ابوالعلائیہ:** حضرت سرکار الشاہ امیر ابوالعلاء نقشبندی احراری اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ ابوالعلائیہ کے روح رواں تھے، آپ شریعت کے احکام کی سختی سے پابند کرتے اور سنت رسول ﷺ کی پیروی ہر حالت میں کرتے تھے۔ آپ کا طریقہ اتباع شریعت فی الحقیقت تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز سے بھی فیض پایا تھا ۔آپ اپنے سلسلہ کے بارے میں خود فرماتے ہیں:

''میرے سلسلہ کی نسبت بیٹھنے والی کشتی کا ہے، روانی اس کو اپنی اس وقت تک محسوس نہیں ہوتی کہ جس وقت تک وہ گھاٹ یعنی مقام مقصود تک نہیں پہنچ جاتا ہے۔'' ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ ''ایں نعمتے کہ من دارم بس است فرزندان مرا یعنی ایں نعمتے کافی وافی است برائے فرزندانِ من''

سلسلہ ابوالعائیہ سلسلہ نقشبندیہ کی شاخ ہے۔ سلسلہ ابوالعلائیہ کو ہندوستان اور بیرون ملک میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس سلسلے کے مشہور ومعروف اور ممتاز بزرگوں کے نام درج کیے جاتے ہیں، حضرت میر دولت محمد برہان پوری، حضرت شاہ خواجہ فرہاد ابوالعلائی دہلوی، حضرت مخدوم محمد منعم پاک باز، حضرت سید شاہ خواجہ ابوالبرکات، حضرت آغا محمد قاسم حیدرآبادی، اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی، سید الطریقت حضرت سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری، قطب داناپور حضرت مخدوم سید شاہ محمد سجاد ابوالعلائی داناپوری، حاجی الحرمین شریفین حضرت علامہ الشاہ محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری، ظفر ملت حضرت علامہ سید شاہ ظفر سجاد چشتی ابوالعلائی داناپوری، محسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ محمد محسن نقشبندی ابوالعلائی داناپوری (رضوان اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ

**وفات شریف:** آپ ایک مدت تک بیمار رہے۔ آپ پر پہلے تو فالج ہوا جس سے آپ کو نشست وبرخاست میں تکلیف ہوتی تھی جب آپ کو قدرے افاقہ ہوا تو حرقت البول کی شکایت ہوئی، سوزاک کی شکایت آپ کو پہلے سے تھی بیماری نے طول کھینچا، روز بروز کمزور ہوتے گئے۔ آخری ایام میں آپ کا کھانا پینا برائے نام رہ گیا۔ ۸؍صفر المظفر ۱۰۶۱ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت امیر نور العلاء نے خواب میں دیکھا کہ آپ اُن سے فرماتے ہیں ''بابا، ابھی میں نہیں جاتا ہوں انشاء اللہ صبح تک ہوں'' اُن کی فوراً آنکھ کھل گئی، آپ کی حالت کو نازک پایا معلوم ہوتا تھا کہ آپ محبوب حقیقی سے ملنے کے لیے بے چین ہیں اور بے قرار ہیں۔ ۹ صفر کو آپ نے صبح کی نماز اشارہ سے ادا فرمائی پھر آپ پر غفلت طاری ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد ۹ صفر المظفر کو ۱۰۶۱ھ میں آپ جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ آپ کی عمر شریف ۷۱ سال کی ہوئی۔ لوح مبارک پر تاریخ کندہ ہے جس سے ھ کا پتا چلتا ہے اور کتب وتواریخ سے بھی۔

گوہر بحر وفا کان سخا منبع فیض
کاشف سر خدا عارف حق مرشد راہ
بوالعلا رکن جہاں غوث زماں حامی دیں
کرد چوں رحلت ازیں دارِ فنا سوئے الہٰ
ساعت دو روز و سال افضل جست
شد سہ شنبہ نہم ماہ صفر صبح پگاہ
۱۰۶۱ھ

آپ کا مزار اکبرآباد آگرہ محلہ نئی بستی میں حاجت روائے خلق ہے۔ آپ کا عرس ہر سال بڑے اہتمام سے ہوتا ہے۔ یہ عرس کئی روز رہتا ہے عرس میں بہت سے صوفی اور مشائخ شرکت کرتے ہیں۔ اس سال پھر ۸، ۹، ۱۰، صفر المظفر کو جانشین قطب داناپور حضرت سید شاہ سیف اللہ ابوالعلائی (سجادہ نشیں) خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ داناپور، پٹنہ کی قیادت میں ۳۷۶ واں عرس ابوالعلاء حجرۂ اکبری نزد درگاہ حضرت سرکار ابوالعلاء آگرہ میں منایا جائے گا۔

☆☆☆

☆ خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ، محلہ شاہ ٹولہ، داناپور، پٹنہ (بہار)
E-mail: shahrabulolaii@gmail.com
07301242285

# چشم و چراغ خاندان برکات امام احمد رضا بریلوی

سید محمد امان قادری برکاتی☆

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر زمانے میں کچھ ایسی شخصیتوں کو پیدا فرماتا ہے جن کا صدیوں میں بھی بدل نہیں آپاتا۔ وہ ایسی افسانوی شہرتوں کی حامل ہوتی ہیں کہ ان کے دم سے ان کی قوم، ان کا خاندان، ان کی بستیاں اور ان کے شہر پہچانے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ بھی انھیں خاص شخصیتوں میں سے ہیں جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خوبیوں کا گلدستہ بنا کر پیدا فرمایا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انھوں نے ایمان والوں کا عقیدہ مضبوط کرنے کے لیے وہ راہ دکھائی جہاں پر نجات کے راستے کھلتے ہیں اور جہاں سے انسان اللہ کے محبوب بننا شروع ہوتے ہیں۔ اس عظیم شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے میرے دادا حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

مجدد اسلام، میدان علم وفضل کے شہسوار، عظیم مفسر، محدث، شاعر، استاذ، مفتی، دین حق کے محافظ، نبیء پاک ﷺ کی سنتوں کو پھیلانے والے، بدعتوں اور بری رسموں کو مٹانے والے، سنیوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے اور سب سے بڑھ کر ایک سچے عاشق رسول امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۰؍شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء کو صوبہ اتر پردیش کے مشہور خطے روہیل کھنڈ کے ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مولانا نقی علی خاں بن مولانا محمد رضا علی خاں علیہما الرحمہ تھے۔ ان کا تعلق پٹھانوں بریچ قبیلہ سے تھا۔ ان کے دادا جناب سعادت یار خاں صاحب قندھار (افغانستان) سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے۔

**مذہب:** اعلیٰ حضرت اپنے زمانے میں حنفیوں کے امام تھے اور ان کے زمانے میں حنفی فقہاء میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ آپ کے چند عربی فتاوی کو دیکھنے کے بعد قطب حرم حضرت سید اسماعیل خلیل علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ ''قسم کھا کر کہتا ہوں اور حق کہتا ہوں اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان (فتاویٰ) کو دیکھتے تو ان کو خوشی ہوتی، اور صاحب فتویٰ (اعلیٰ حضرت) کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔،،

اعلیٰ حضرت کے پاس برصغیر (ہند و پاک) کے علاوہ، برما، چین، امریکہ، افغانستان، افریقہ اور عرب کے ملکوں سے بڑی تعداد میں استفتاء (سوال نامے) آتے تھے، جن کے آپ اطمینان بخش جوابات بڑی خوش دلی سے دیتے تھے۔

**مجدد کا لقب:** ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں پٹنہ (بہار) میں ایک بہت بڑی کانفرنس ہوئی، جس میں برصغیر (ہندو پاک) کے سیکڑوں علماء جمع ہوئے۔ اس کانفرنس میں بزرگ علماء کی موجودگی میں اعلیٰ حضرت کو مجدد کے لقب سے نوازا گیا۔

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد مجددی صاحب (پاکستان) لکھتے ہیں'' محدث بریلوی نے پوری شدت اور قوت کے ساتھ بدعتوں کو ختم کیا اور دین متین اور سنت رسول ﷺ کے احیاء کا فریضہ ادا کیا۔ اس لئے علماء عرب وعجم نے انھیں ''مجدد'' کے لقب سے یاد کیا۔

**اساتذہ:** آپ نے یوں تو بہت کم لوگوں سے تحصیل علم کیا اس لیے کہ آپ خداداد صلاحیت کے مالک تھے، مگر جن حضرات سے آپ نے تحصیل علم اور اکتساب فیض کیا وہ بڑے علم وفضل والے اور شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی، (۲) حضرت مولانا نقی علی خاں، (۳) حضرت علامہ شیخ احمد زینی دحلاں مکی، (۴) حضرت شیخ عبد الرحمٰن سراج مکی، (۵) حضرت شیخ حسین بن صالح جمال الدین میاں، (۶) حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، (۷) حضرت مرزا غلام قادر بیگ، (۸) حضرت مولانا عبد العلی رامپوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اعلیٰ حضرت کے خلفا اور شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے،

جنھوں نے ہندوستان اور بیرون ممالک میں اسلام اور سنیت کو پھیلانے کا کام کیا اور ان حضرات سے تربیت پانے والے علماء ومشائخ آج تک دین کی ترویج واشاعت اور دعوت وتبلیغ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

**بیعت و خلافت:** اعلی حضرت ۱۲۹۵ھ میں اپنے والد کے ساتھ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور مرشد گرامی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ اعلی حضرت کو ۱۳ر مختلف سلاسل طریقت میں اجازت حاصل تھی۔

**اخلاق و عادات:** اعلی حضرت نیک، سادہ طبیعت، بچپن سے ہی سنتوں کی پابندی کرنے والے تھے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی اسلامی علوم کو حاصل کر کے ان کو پھیلانے، نئے علوم کی تحقیقات کرنے اور اسلامی تعلیم کو عام کرنے میں گزار دی۔ وہ کبھی اپنے پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا کر نہیں سوئے۔ ہمیشہ مسجد میں جماعت کے ساتھ عمامہ شریف پہن کر نماز ادا فرماتے تھے۔

امام احمد رضا کی حیات طیبہ اسلاف کا نمونہ تھی۔ وہ بہت سادگی پسند طبیعت کے مالک تھے، بہت کم کھانا کھاتے تھے۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اپنے وقت کو پڑھنے، لکھنے اور جائز کاموں میں گزارتے تھے۔ زیادہ تر گھر میں رہتے تھے، لیکن عصر اور مغرب کے درمیان گھر کے آنگن میں تشریف لاتے اور عوام سے ملاقات کرتے تھے۔

اعلی حضرت والدین کی بہت عزت کرتے تھے۔ جب والد کے انتقال کے بعد ان کا ترکہ تقسیم ہوا تو انھوں نے اپنا پورا حصہ اپنی والدہ کو دے دیا اور ان سے کہا کہ آپ جیسے چاہیں ویسے خرچ کریں میری طرف سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جب کبھی انھیں کتابوں یا دوسرے اخراجات کے لیے پیسوں کی ضرورت ہوتی تو اپنی والدہ سے مانگ لیا کرتے تھے۔

اعلی حضرت عام طور پر تقریر نہیں کرتے تھے، لیکن ایک بار انھوں نے شہر بدایوں میں سورہ الضحیٰ کی تفسیر کرتے ہوئے لگا تار چھ گھنٹے تک خطاب فرمایا۔ اعلی حضرت شریعت کے بہت پابند تھے اور خلاف شرع کوئی کام پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ بادشاہوں، شہزادوں اور نوابوں سے دور رہتے تھے، جب کہ بڑے بڑے نواب اور صاحب ثروت آپ سے ملنے کے لئے بے قرار رہتے تھے۔ آپ کو سادات کرام سے بہت محبت تھی، اور ان کی بہت زیادہ عزت بھی کرتے تھے۔ بد مذہبوں، وہابیوں اور اللہ ورسول کے گستاخوں سے آپ کو سخت نفرت تھی اور مسلمانوں کو ان بد مذہبوں سے دور رہنے کی ہمیشہ تاکید فرماتے تھے۔

اعلی حضرت کو پچاس سے زیادہ فنون میں مہارت حاصل تھی اور تقریبا ہر فن پر کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔ مولانا عبد المبین نعمانی صاحب نے اپنی کتاب "مصنفات رضویہ" میں آپ کی ۶۷۹ کتابوں کو شمار کرایا ہے۔

**اعلیٰ حضرت کا سب سے اہم کارنامہ:**
اعلی حضرت نے یوں تو ہر طرح سے اسلام کی خدمت کی ہے، لیکن آپ کا سب سے اہم کارنامہ مذہب اسلام کے صاف وشفاف چہرے کو وہابیوں اور دوسرے بد مذہبوں کی پھیلائی ہوئی گندگیوں سے پاک وصاف کرنا ہے۔ آج الحمد اللہ ہندو پاک کے کروڑوں مسلمانوں کے ایمان جو سلامت ہیں، اور دل عشق نبی سے سرشار ہیں، اس میں اعلیٰ حضرت، ان کے خلفا، شاگردوں، مریدین ومتوسلین اور شاگردوں کے شاگردوں کی بے لوث خدمات کا بڑا حصہ ہے۔

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ
سیدی اعلی حضرت پہ لاکھوں سلام

**اعلی حضرت کا اپنے پیر خانہ سے عشق:** اعلی حضرت کو اپنے پیر خانہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ اپنے پیر خانے کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے آپ کو اپنے پیر خانے کا اتنا پاس و لحاظ تھا کہ کبھی خانقاہ شریف میں جوتا نہیں پہنا۔

کبھی مرشد کے در پہ پاؤں میں جوتا نہیں پہنا
مرید باصفا ہونا یہ شان اعلی حضرت ہے

اگر مارہرہ شریف سے کبھی نائی کوئی پیغام لے کر بریلی شریف حاضر ہوتا تو اعلی حضرت اسے "حجام شریف" کہہ کر پکارتے اور اس کی مہمان نوازی کے لئے اپنے سر پر دسترخوان رکھ کر لاتے تھے۔

**پیر خانے کی اعلیٰ حضرت سے محبت:**
اعلی حضرت کو ان کے پیر خانے سے جو محبت ملی اس پر زمانہ آج تک ناز کر رہا ہے۔ حضرت نوری میاں صاحب قبلہ نے انھیں "چشم و چراغ

خاندان برکات'' کا خطاب دے کر اپنے گھر کا ایک فرد بنالیا۔ حضرت تاج العلما، سید العلماء، احسن العلماء، سید ملت، حضرت امین ملت ،شرف ملت اور رفیق ملت کی تقریریں اور تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ اس خانوادے میں آج بھی اعلی حضرت کو کتنا چاہا جاتا ہے۔

اعلی حضرت نے سنیوں کو دین کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تحریروں، تقریروں اور شاگردوں کی شکل میں ہر قسم کا ہتھیار عطا فرمایا ہے۔

**مسلک اعلیٰ حضرت:** مسلک اعلی حضرت کیا ہے؟ اس کو امین ملت حضرت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی کی زبان میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''مسلک اعلیٰ حضرت کی سب سے آسان تعریف یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو اس کی منشاء کے مطابق چاہنا۔''

مسلک اعلی حضرت کو بہت کم الفاظ میں بیان کیا جائے تو اس کی تعریف یہ ہوگی:

''جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنیٰ گستاخی پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اُس سے الگ ہوجاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ کیسا ہی بزرگ اور معظم کیوں نہ ہو، اسے اپنے اندر سے دودھ کی مکھی کی طرح سے نکال کر پھینک دو۔

**وصال:** ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ کو جمعہ کے دن ۲ر بجکر ۳۸ر منٹ پر آپ کا وصال ہوا۔ ہر سال اسی تاریخ میں آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں ہندوستان اور بیرون ہند سے بہت بڑی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور فیوض و برکات حاصل کرے ہیں۔

**پیغام:** میں اس مختصر سے مضمون کو اپنے مرشد دادا حضرت احسن العلما ء علیہ الرحمہ کے اہم پیغام اور خاندان برکات اور برکاتیوں کی وصیت پر ختم کرتا ہوں۔ حضرت شرف ملت سید محمد اشرف میاں صاحب مارہروی اپنی مشہور کتاب ''یادحسن'' میں لکھتے ہیں کہ

''حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے اپنے وصال سے چند دن پہلے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی کہ میرا کوئی مرید اگر مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ جائے تو پھر مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔''

دراصل وہ تعلیمات اعلی حضرت کو مذہب مہذب اہل سنت کے بزرگوں کی تعلیمات کا ایک روشن باب جانتے تھے اور انتقال کے وقت بھی انھیں اندازا تھا کہ جب ان کے مریدوں تک ان کی وصیت پہنچے گی وہ سمجھ لیں گے کہ تعلیمات اعلی حضرت خاندان برکات کی ہی تعلیمات ہیں۔

احمد رضا سے تھی ایسی الفت — فرما رہے تھے وہ وقت رحلت
ان کا نہیں جو میرا نہیں وہ — سارے جہاں سے کردو منادی

**نوٹ:** اس مضمون کو تیار کرنے میں اہل سنت کی آواز، فیضان مارہرہ و بریلی، مصنفات رضویہ، یادحسن اور جناب ابوحسن صاحب کی اعلیٰ حضرت کی حیات پر تصنیف کی ہوئی انگریزی کتاب سے مدد لی گئی ہے۔

☆☆☆

☆ ڈائریکٹر البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ
جامعۃ البرکات، انوپ شہر روڈ، علی گڑھ (یوپی)
رابطہ نمبر: 9359146872

# مولانا شاہ محمد رضا بریلوی برادر و تلمیذ اعلیٰ حضرت

محمد افروز قادری چریاکوٹی☆

خانوادۂ امام احمد رضا محدث بریلوی کئی صدیوں سے علم و کمال کی حقیقی خدمات انجام دیتا چلا آرہا ہے۔ اس گھرانے کی علمی و فکری فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آبا و اجداد سے لے کر اولاد و احفاد تک مسلسل علم و فکر کی آبیاری ہوتی دکھائی دیتی ہے اور معتقدات و نظریات اہل سنت کو مہر نیم روز کی طرح واضح و شفاف کر دکھانے میں اس خاندان کے نوابغ رجال نے جو سعی مسلسل اور جہاد پیہم کیے ہیں، وہ بلاشبہ بہت وقیع اور آب زرّیں سے رقم کرنے کے لائق ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے جد امجد امام العلماء مولانا رضا علی خان، والد ماجد رئیس الاتقیاء مولانا نقی علی خان، اور عظیم بیٹوں کے ساتھ آپ کے گمنام بھائی مولانا شاہ محمد رضا فاضل بریلوی بھی کشت علم و کمال کی آبیاری میں اپنا قائدانہ کردار ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس طرح اس خانوادے کی ساری شاخیں ہمیں پھل دار اور رشک باغ و بہار دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ کی شخصیت علم و ادب کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے عہد کے ایک ممتاز عالم ربانی، بالغ نظر مفتی، خدا رسیدہ ولی، دور اندیش مفکر، اور صاحب طرز ادیب تھے۔ جس طرح آپ نے اپنے والد گرامی کے موروثی علمی خصائص و کمالات کے دائرے کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے وسیع سے وسیع تر کیا، اسی طرح آپ کے تینوں صاحب زادگان (اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا، استاذ زمن علامہ حسن رضا اور مولانا محمد رضا بریلوی) نے بھی آپ کی وراثت علمی کو آگے بڑھانے میں اپنا سعادت مندانہ کردار ادا کیا، اس طرح آج ہند و پاک ہی نہیں بلکہ دنیا جہان میں اس علمی خاندان کے ہونہار سپوتوں کی وقیع خدمات کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ سر دست آپ کے فرزند اصغر مولانا شاہ محمد رضا بریلوی کی شخصیت کے حوالے سے یہاں چند باتیں سپرد قرطاس کی جاتی ہیں۔

آپ مولانا نقی علی خان کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند تھے۔ بریلی کے ایک ایسے علمی خانوادہ میں آنکھ کھولی، جہاں کشت علم و فن سینچی جاتی تھی اور جہاں فضل و کمال کے سکے ڈھالے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ کم سنی کے عالم میں والد ماجد داغ مفارقت دے گئے اور آپ فیض و کرم پدری سے محروم حالت یتیمی میں پروان چڑھے۔(۱) جب شعور کی آنکھیں کھلیں تو برادر بزرگ کی فیض بخش درس گاہ اور شخصیت ساز تربیت گاہ سے وابستہ ہو گئے اور وہاں سے فرد فرید اور جوہر کامل بن کر اُٹھے۔

مشفق بھائی کی بہترین تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ایک بالغ نظر فاضل اور پختہ فکر عالم بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ بلندیٔ فکر اور گرمیٔ طبع میں آپ اپنی نظیر تھے۔ علوم معقول و منقول خصوصاً علم الفرائض میں آپ مہارت تامہ اور ید طولیٰ رکھتے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ دار الافتاء بریلی کا جب دیار و امصار میں شہرہ ہوا، اور کثرت سے استفتے آنے شروع ہو گئے تو فرائض و میراث سے متعلق مسائل کے فتاوے مولانا محمد رضا خان ہی لکھا کرتے تھے۔(۲)

غلام علی خان ساکن خواجہ قطب بریلی کی صاحب زادی سکینہ بیگم کے ساتھ آپ کا عقد مناکحت ہوا۔ بڑی خوشگوار اور دینی زندگی فیض اَزل سے ارزانی ہوئی تھی۔ عین شباب کے عالم میں وفات کر جانے کے باعث صرف ایک صاحب زادی فاطمہ بیگم آپ نے اپنے پیچھے یادگار چھوڑا جو آپ کے چہیتے بھتیجے اور اعلیٰ حضرت کے نور دیدہ مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان سے منسوب ہوئیں۔ اس طرح آپ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عم محترم بھی تھے اور خسر معظم بھی۔

ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب کی شادی چھوٹے چچا جناب مولانا محمد رضا خان صاحب کی اکلوتی صاحب زادی سے ہوئی، اسی لیے مولانا محمد رضا خاں عرف ننھے میاں نے ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا اور شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا، اور اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں۔(۳)

آپ کی اس یادگار بیٹی سے سات بیٹیاں اور ایک صاحب زادے انوار رضا خان ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ میں تولد ہوئے مگر ابھی زندگی کی دو بہاریں بھی ٹھیک سے نہ دیکھ پائے تھے کہ قاصد اجل آپہنچا، اور ۹ محرم

الحرام۱۳۵۲ھ کوراہی ملک بقا ہوگئے، اپنے پرداد مولانا نقی علی خان کے پائنتی میں مدفون ہیں۔

آپ علم وفضل میں ممتاز ہونے کے ساتھ خانگی معاملات اور حسن انتظامات میں بھی یکتائے دہر تھے۔ جب برادر بزرگ اعلیٰ حضرت کو آپ نے علمی مشاغل میں سرتا پا غرق اور فقہ وفتاوی میں ہمہ تن مصروف دیکھا تو ان کی خانگی اور جاگیری ذمہ داریوں کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا۔ اس طرح آپ قوتِ بازوے اعلیٰ حضرت بن کر اپنی جاگیر کے علاوہ امام احمد رضا کی جاگیر کا انتظام وانصرام بھی کرنے لگے اور اعلیٰ حضرت کو بس خدمت دین اور فروغ علم مبین کے لیے آزاد کردیا۔ اعلیٰ حضرت بھی جملہ امور میں آپ پر کلی اعتماد فرماتے تھے۔

خانگی معاملات سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ آپ کی دینی دلچسپیاں بھی برقرار رہیں اور آپ نے اپنے علمی وتحقیقی کاموں میں کبھی کوئی کمی نہ آنے دی۔ ترکہ ووراثت کے پرپیچ فتاوی تحریر کرنے کے علاوہ آپ برادر معظم اعلیٰ حضرت کے مسودات پر نظر ثانی کرتے، ان کی تصنیفات کو ژرف نگاہی سے ملاحظہ کرکے پریس کے حوالے کرتے اور پھر حسب ضرورت ان کی تصدیق وتائید بھی کردیتے تھے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے کثیر رسائل وکتب پر آپ کی تائیدی وتصدیقی مہریں اس کا بین ثبوت ہیں۔

آپ کو بہت قریب سے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مصروف ترین زندگی گزارنے کے باوجود کبھی آپ سے کوئی نماز ترک نہ ہوئی، اور سن شعور سے لے کر عمر بھر آپ نے نماز جماعت سے ادا فرمائی، نتیجتاً اس دنیا کو خیرآباد کہتے وقت آپ پر کوئی نماز روزہ قضا نہیں تھا۔ اہل علم کے لیے اس میں بھرپور عبرت اور بڑا سبق پوشیدہ ہے۔

افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور حیاتِ مستعار نے آپ کو بہت زیادہ مہلت نہ دی، ورنہ آپ اپنے علم وکمال کے عہد شباب میں یقیناً کسی رومی و رازی زمانہ سے کم نہ ہوتے۔ عین عالم شباب میں آپ کا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا، اور جمعرات ۲۱رشعبان المعظم ۱۳۵۸ھ، مطابق ۵راکتوبر ۱۳۳۹ء آپ کی روح کالبد عنصری سے پرواز کرگئی۔ آپ اپنے آبائی قبرستان میں جانب شرق لب سڑک دفن کیے گئے جس پر مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان نے مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔ (۴)

جناب مولانا شاہ امجد رضا قادری نوری بریلوی نے آپ کے سانحہ ارتحال پُر ملال کی روداد کو مایۂ ناز اخبار الفقیہ امرتسر میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، جسے یہاں من وعن نقل کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا: موتُ العالِم موتُ العالَم

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

برادرِ عزیز سلام مسنون۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دیتا ہوں کہ میرے برادر معظم حضرت جناب مولانا مولوی شاہ محمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برادر خرد اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی حافظ قاری شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور چھوٹے حقیقی چچا اور خسر حضرت جناب مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری فرزند دوم اعلیٰ قبلہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ایک سال علیل رہ کر ۲۱رشعبان المعظم ۱۳۵۸ھ یوم پنج شنبہ کو رات کے دس بجے بعد نماز عشا نماز ادا کرکے انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رات ہی رات میں حضرت مرحوم کے حادثۂ الیمہ کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ صبح سے جوق در جوق مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ تین بجے حضرت مرحوم کے مستقر سے جنازہ کمالِ احترام سے اٹھایا گیا، مسلمانوں کا اس قدر ازدحام تھا کہ کاندھا دینے والوں کو پلنگ تک پہنچنا دشوار تھا۔ جنازہ کے آگے آگے مشہور نعت خواں حضرات اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی مشہور نعت 'کروروں درود' اور مقبول غزل 'وہ سوے لالہ زار پھرتے ہیں' اپنے موثر و دل کش لحن سے پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ حضرت مرحوم کے خاندانی قبرستان تک جہاں اپنے والدین کریمین کے پاس آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

نماز جنازہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالعزیز خاں صاحب محدث نے پڑھائی۔ حضرت صدر الافاضل جناب مولانا الحاج حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین قادری مرادآبادی، حضرت جناب مولانا امجد علی صاحب قادری رضوی، حضرت جناب مولانا محمد احسان الحق صاحب نعیمی بہرائچی، حضرت جناب مولانا سردار احمد صاحب قادری، حضرت جناب مولانا احمد یار خاں صاحب ایسے فضلاے عظام وعلماے کرام نے اذانیں پڑھیں۔ مجمع میں ہر درجہ کے مسلمان موجود تھے۔ حضرت جناب مولانا ابرار حسن صاحب اور حضرت جناب مولانا مولوی مفتی نواب مرزا صاحب قادری رضوی غرضیکہ حضرات علماے اعلام کا بڑا شاندار مجمع تھا۔

حضرت موصوف کے تقدس وفضائل کے اندازہ کے لیے غالباً اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ سن شعور سے عمر بھر نماز جماعت سے ادا فرمائی، اور اس دنیا کو خیرآباد کہتے وقت آپ پر کوئی نماز روزہ قضا نہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کے

انتقال کا جو صدمہ سارے خاندان کو ہوا ہے وہ لا بیان ہے۔ اب بزرگوں میں کوئی باقی نہیں رہا۔ مولا عزوجل حضرت مرحوم کے ورثا اور تمام اعزاے عظام کو صبر جمیل عطا فرمائے، جن سے مجھے پوری دلی ہمدردی ہے۔

اس وفاتِ حسرت آیات کی خبر کو درج اخبار کرنے کے بعد ایڈیٹر حکیم معراج الدین نے اس پر خصوصی تعزیتی نوٹ یوں تحریر کیا:

**الفقیہ:** ہمیں جناب قبلہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے جو رنج والم ہوا ہے وہ تحریر سے باہر ہے۔ افسوس ہے کہ دنیا ذواتِ قدسیہ سے خالی ہو رہی ہے۔ میں حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل و یکتائے روزگار عالم باعمل داماد و بھتیجے حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قبلہ قادری مدظلہ سے اس ناقابل تلافی صدمہ عظیم میں دلی ہم دردی کا اظہار کرتے ہوئے دعاے مغفرت پڑھتا ہوں اور اپنے غفورٌ رحیم خدا سے ملتجی ہوں کہ وہ آپ کو حادثۂ الیمہ میں صبر وشکر کی توفیق عطا فرمائے، اور حضرت مرحوم کو جنات عالیات کرامت فرمائے۔ (۵)

**حوالہ جات**

(۱) ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیاتِ اعلیٰ حضرت میں مولانا نقی علی خان کے تلامذہ و مستفیدین کی جو فہرست دی ہے اس میں مولانا محمد رضا خان کو بھی شمار کیا ہے۔ حالانکہ والد ماجد کے وصال کے وقت آپ مشکل سے کوئی چار سال کے رہے ہوں گے۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ مولانا نقی علی خان نے آپ کی رسم بسم اللہ کرائی ہو تو اس اعتبار سے آپ کو ان میں تلامذہ میں شامل مان لیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲) مولانا نقی علی خان حیات اور علمی وادبی کارنامے، از ڈاکٹر محمد حسن: ۵۹ (۳) حیاتِ اعلیٰ حضرت: ۱/۱۸ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ فیروز شاہ اسٹریٹ، آرام باغ کراچی۔

(۴) مولانا نقی علی خان حیات اور علمی وادبی کارنامے: ۵۹۔

(۵) اخبار الفقیہ امرتسر: ص: ۴۔ کالم: ۱-۳۔ بابت ۱۴/۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء۔ بحوالہ 'وفیات الفقیہ معروف بہ تذکرۂ مشاہیر الفقیہ' مرتبہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

☆☆☆

☆ استادِ دینیات و اسلامی علوم دلِاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
afrozqadri@gmail.com

دی رائیل اسلامک اسٹریٹیجک اسٹڈی سینٹر (جارڈن) کے ساتویں سروے کے مطابق ۵۰۰ بااثر افراد میں شامل

## امیر سنی دعوت اسلامی مولانا محمد شاکر نوری اور جماعت اہل سنت کی کئی اہم شخصیات

دنیا میں تقریباً پونے دو ارب مسلم بستے ہیں یعنی دنیا کی ۲۳ فی صد آبادی مسلم ہے۔ بالفاظ دیگر دنیا کا ہر چوتھا یا پانچواں انسان مسلمان ہے مگر ان میں کچھ ایسے بااثر افراد ہوتے ہیں جن کا اثر ورسوخ بقیہ لوگوں پر ہوتا ہے۔ 2009 سے دی رائیل اسلامک اسٹریٹیجک اسٹڈی سینٹر (جارڈن) پوری دنیا میں اثر ورسوخ رکھنے والے پانچ سو مسلم افراد پر مشتمل سروے رپورٹ پیش کر رہا ہے۔ سینٹر کی جانب سے 2016ء کی سروے رپورٹ منظر عام پر آچکی ہے۔ محقق، ادیب، سیاسی، مذہبی، روحانی، مبلغ، سخی، سماجی، تجارتی، تہذیبی، ثقافتی، فنّی، قاری، صحافی، ناموراور کھیل کی دنیا سے تعلق رکھنے والے پانچ سو بااثر افراد کی فہرست شائع کی گئی ہے۔ اس تجزیاتی کتاب میں فہرست اور اسٹڈی سینٹر کے تعارف کے بعد 50 بااثر شخصیات کی فہرست شامل ہے۔ اس سروے میں تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری میاں کی شخصیت 25 ویں نمبر پر ہے۔ عالمی دعوتی تحریک سنّی دعوت اسلامی کے امیر حضرت علامہ محمد شاکر نوری بھی 500 بااثر شخصیات میں شامل ہیں۔ نوری صاحب نے اپنے اصلاحی کاموں کی بدولت دنیا بھر میں شہرت پائی، آپ مخلص داعی، کامیاب مصلح اور اہل سنت کے عظیم عالم دین ہیں۔ سروے رپورٹ نے آپ کی تعلیمی خدمات اور ہندوستانی مسلمانوں پر اثرات کو سراہا ہے۔ امین ملت حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں قادری برکاتی (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف) خلیفۂ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ قمر الزماں خاں اعظمی مصباحی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ) سنّی کلچرل سینٹر کے چانسلر شیخ احمد ابوبکر مسلیار (کیرالا) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی مصباحی، عالمی شہرت یافتہ نعت خواں محمد اویس رضا قادری اور کئی اہم شخصیات شامل ہیں۔ مزید تفصیلات کے لیے اسٹڈی سینٹر کی ویب سائٹ پر وزٹ کریں۔

**رپورٹ:** سنّی دعوت اسلامی مالیگاؤں کے میڈیا انچارج عطاء الرحمٰن نوری

# دہشت گردی کی آگ میں جلتے اسلامی ممالک

(مولانا)محمد سلیم بریلوی مصباحی☆

آج اسلامی ممالک میں اسلام کے نام پر نام نہاد جہاد کرنے والے دہشت گردوں کی دہشت گردانہ کاروائیاں اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ جہاں سے نہ انہیں کوئی انسان دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان، نہ ان کے نزدیک کسی بزرگ کی تڑپ کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی اسلام کی کی عفت مآب خواتین کی آہوں کی، نہ ہی انہیں کمسن بچوں کی موہنی صورتوں کی پرواہ ہے اور نہ ہی انہیں معذوروں کے درد کی فکر۔ انہیں صرف سفاکانہ اور بہیمانہ قتل وغارت گری کا بازار گرم کرنا ہے جو وہ کررہے ہیں۔

**کیا یہی اسلامی جہاد ہے:** افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہ یہ قتل وخون ریزی صرف اور صرف اسلام اور جہاد کے نام پر کررہے ہیں مگر حقیقت سے اس کا دور تک کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ جنہیں ماررہے ہیں وہ بھی مسلمان ہیں۔ جن عورتوں کی عزت وآبرو لوٹ رہے ہیں وہ بھی مسلم ہیں، جن بچوں کو یتیم بنارہے ہیں وہ بھی مسلمان ہیں اور جن گھروں کو اجاڑ رہے ہیں وہ بھی مسلمان ہی کے ہیں۔ جن عبادت خانوں کو ویران کررہے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے ہیں اور جن مزارات کو بم بسفوٹ کے ذریعہ اڑا رہے ہیں وہ بھی اسلامی بزرگوں ہی کے ہیں۔ یہ کیسا جہاد ہے جو کلمہ گو سے کیا جارہا ہے؟ یہ کیسی لڑائی ہے جس میں اسلامی ممالک ہی کو تباہ وبرباد کیا جارہا ہے؟ یہ کیسی جنگ ہے جس میں اسلام ہی کی صورت کو مسخ کیا جا رہا ہے؟ یہ کیسا مقابلہ ہے جو اہل قبلہ ہی سے کیا جارہا ہے؟

**صہیونی سازش:** حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب صہیونیت کی سازش ہے جس کا شکار اس وقت پورا عالم اسلام ہے۔ یہ جہادی گروپ سب کے سب یہودی اور عیسائی مشنریز کی پیداوار ہیں جن کا اصل مقصد مسلمانوں پر فتح یابی نہیں بلکہ اسلام کے مقدس چہرے کو مسخ کرنا، اسلامی تعلیمات کو خونریزی اور بہیمت وسفاکیت کی علامت بنا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کرنا، اسلام کے خلاف پوری دنیا میں نفرت کا سیلاب لانا، اسلام سے عالمی سطح پر نفرت پیدا کرنا اور اسلام کے مقدس فریضۂ جہاد کو بدنامی کی آخری حد تک پہنچانا ہے۔ اس اعلیٰ مشن کی تکمیل کے لیے یہودیوں اور عیسائیوں نے مل کر ایک خطرناک عالمی منصوبہ تیار کیا جس کے تحت اسلامی ملکوں میں اسلامی نام رکھنے والے رنگروٹوں کو تیار کر کے انہیں مجاہدین اسلام کے نام سے دنیا میں متعارف کرایا گیا پھر ان کے ذریعہ اسلامی ممالک میں قتل وغارت گری کا ایک بازار گرم کیا گیا جس سے ان کو دوہرا فائدہ حاصل ہوا۔ ایک تو یہ کہ ان کے ہاتھوں اسلامی ملک، مسلمان اور اسلامی تاریخی مقامات تباہ وبرباد ہورہے ہیں اور دوسری طرف پوری دنیا میں اسلام اور مسلمان بدنام بھی ہورہے ہیں۔ یہی ان کا اصل مقصد بھی ہے جو اُن دہشت گردوں کے ذریعہ بحسن وخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچ رہا ہے۔

یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہوچکی ہے کہ یہ تمام دہشت گرد اور جہادی گروپ اعتقادی طور پر وہابیت اور سلفیت سے اپنا ایک مضبوط رشتہ رکھتے ہیں۔ ان سب کا تعلق وہابیوں اور سلفیوں سے ہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے نظریات تو وہابی ازم سے تعلق رکھتے ہیں مگر درپردہ یہ یہودیوں اور عیسائیوں ہی کے ایجنٹ ہیں بلکہ ان کے بڑے بڑے لیڈر اور جرنل یہودی اور عیسائی مذہب ہی کے ماننے والے ہیں جنہوں نے اپنے چہروں پر اسلامی مکھوٹا سجا رکھا ہے۔

**اسلامی ملکوں کے باشندوں کی کسمپرسی:** اسلامی ملکوں میں ان جہادی تنظیموں اور دہشت گرد گروپوں نے جو قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا ہے اس سے یہاں کے باشندوں کی دنیا ہی اجڑ چکی ہے۔ رات ودن کا سکون غارت ہو چکا ہے۔ بنیادی ضرورتوں سے یہ لوگ محروم ہو چکے ہیں فاقہ کشی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان کے پاس اب خوشیوں کا کوئی تصور ہی نہیں۔ نہ ان کے یہاں اسلامی تیوہاروں کا کوئی تصور ہے اور نہ ہی شادی بیاہ کی رسموں کی خوشیوں کا کوئی تصور۔ کب کہاں بم دھماکہ ہوجائے پتہ نہیں۔ کب

گولیاں چلنے لگیں معلوم نہیں۔کب آگ لگا دی جائے کسی کو خبر نہیں۔کب موت کی نیند سلا دیا جائے کسی کو آگاہی نہیں۔ ہر طرف انہیں موت ہی موت نظر آتی ہے۔ ہر طرف لاشے بکھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ہر طرف اعضائے انسانی بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے میں خوشیوں کی خوشبو اُن تک کیسے پہنچ سکتی ہے؟ بلکہ اب تو کسی اپنے کی موت کا غم بھی کوئی غم نہ رہا۔اتنے غم اور اتنے لاشے دیکھے کہ اب آنکھیں آنسو بہانا ہی بھول گئیں۔ دل رنج وغم کی دھڑکن کرنے سے ہی بیگانہ ہو گیا۔ بستیاں اجڑ چکی ہیں۔شہر ویران ہو چکے ہیں۔تاریخی مقامات تاخت وتاراج ہو چکے ہیں۔علوم وفنون کی بساطیں الٹ چکی ہیں۔دانش کدے تباہ وبرباد ہو چکے ہیں۔علمی مجلسیں اہل علم پر ماتم کر رہی ہیں۔علمی وفنی مجلسیں اور محفلیں اپنی آراستگی ختم کر چکی ہیں۔بازاروں کی آرائش وزیبائش لٹ چکی ہے۔احباب کی محفلوں کے قہقہے ایک زمانہ ہوا ختم ہو چکے ہیں۔گھر میں گونجنے والی بچوں کی کلکاریاں دم توڑ چکی ہیں۔جس عمر میں بچے کھلونوں سے کھیلتے ہیں اس میں انہیں کھلونوں کے بجائے لاشے مل رہی ہیں۔ذرا تصور کریں یہ ہے وہ ادنیٰ سی جھلک جو آج اسلامی ممالک کے منظر نامہ پر نظر آ رہی ہے۔کوئی ان مسلمانوں کا پرسان حال نہیں۔

وہ امت جس کے مقدس رسول نے مسلمانوں کی یکجہتی کو یوں بیان فرمایا تھا کہ امت مسلمہ ایک ایسے جسم کے مثل ہیں کہ اگر اس کے کسی ایک حصہ میں تکلیف ہو تو پورا جسم ہی تکلیف زدہ ہو جاتا ہے۔ (مفہوماً) وہ امت مسلمہ کہ جس کے اتحاد کو انما المومنون اخوۃ۔ کے ذریعہ بیان فرمایا گیا آج یہ کتنا افسوس ناک المیہ ہے کہ اسلامی ممالک کے باشندے مر رہے ہیں مگر سعودی حکمراں ہوٹلوں میں عیاشیاں کر رہے ہیں۔شام، لیبیا، عراق، فلسطین، یمن، جیسے اسلامی ملکوں میں زندگی بسر کرنے والے دانے دانے کو محتاج ہیں مگر یہ عربی حکمراں اپنے عیش کدوں میں مسرت وشادمانی کی بنسی بجا رہے ہیں۔ان ملکوں کے بچے دودھ کو ترس رہے ہیں اور یہ بے حیا وبے غیرت عرب حکمراں اپنے عشرت کدوں میں شراب وشباب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔شام جل رہا ہے ان کی پیشانیوں پر کوئی بل نہیں۔عراق تباہ ہو رہا ہے انہیں کوئی فکر نہیں۔مصر میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے انہیں کوئی پرواہ نہیں۔یمن اور بیروت کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو چکا ہے مگر ان کے چہروں پر غم واندوہ کی کوئی لہر نہیں۔لیبیا ویران ہو چکا ہے ان کے اوپر کوئی اثر نہیں۔آج یہ بے چارے مسلمان امید وبیم کی کیفیت میں اپنے عربی ممالک کی طرف دیکھ رہے ہیں مگر ان کی فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں۔اپنی سرزمین کی تباہ کاریوں اور ہنگامی حالات سے چھٹکارا پانے کے لیے وہ عرب ملکوں کی سرحدوں کو عبور کرنا چاہتے ہیں مگر ان کے لیے یہاں بھی کوئی گنجائش نہیں۔عجب کشمکش کا عالم ہے کوئی پُرسان حال نہیں۔عجب کسمپرسی کی حالت ہے مگر کوئی غموں سے نجات دلانے والا نہیں۔

**ہجرت پر مجبور مسلمان:** آخر ان حالات کو دیکھتے ہوئے ان شعلوں سے گھرے ملکوں اور یہاں کی ہنگامہ آرائی سے بچنے کے لیے یہاں کے مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے پڑوسی اسلامی ممالک میں پناہ لے لیں مگر انہیں سفاکی کے ساتھ مسلم عرب ملکوں نے اپنی سرحدوں سے کھدیڑ دیا۔ان کے لیے اپنی سرحدیں بند کر دیں۔ان کے لیے اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کے اوپر اپنی سرزمین کو حرام کر دیا۔آخر کار مجبور ہو کر ان لوگوں نے یورپی ممالک کا قصد کیا مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ جن ملکوں میں وہ پناہ لینے کے لیے جا رہے ہیں وہاں ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔موت کے جس ہنگامے سے بچ کر وہ یورپین ملکوں کی پُر آسائش فضا میں جانے کے لیے نکلے تھے انہیں کیا پتہ تھا کہ موت سے ان کا پیچھا نہیں چھوٹ پائے گا۔اپنے ملک کی خانہ جنگی سے بچ کر آئے مسلمان یورپ کی کھلی فضاؤں میں جا رہے تھے مگر آسٹریا کی سرزمین پر ایک فروزن ٹرک میں بیٹھ گئے جس کے اندر دم گھٹنے سے ان کی موت واقع ہو گئی۔لیبیا سے بھاگ کر یورپی ملک میں پناہ لینے کے لیے سیکڑوں لوگ بحیرۂ روم کے راستے کشتی میں سوار ہو کر جا رہے تھے مگر بحیرۂ روم کی ہولناک لہروں کا لقمۂ تر بن گئے۔یہ وہ لوگ تھے جو اپنوں ہی کے ستائے ہوئے تھے۔اپنوں ہی کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر زندگانی کی طرف لو لگائے جا رہے تھے مگر لقمۂ اجل بن گئے۔یہ وہ بیچارے غریب مسلمان تھے جن پر کوئی رونے والا بھی نہیں۔یہ وہ لوگ تھے جن کا نہ کہیں اندراج تھا اور نہ کسی ملک میں جانے کا اُن کے پاس سرٹیفکٹ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہو گئے۔نہ انہیں شناخت کرنے والا کوئی ہے اور نہ ہی انہیں پہچاننے والا۔نہ انہیں کوئی کفن پہنانے والا ہے اور نہ ہی کوئی ان کی

نماز جنازہ پڑھنے والا۔ اگر اسلامی ممالک ان بے سہارا لوگوں کو پناہ گزیں کی حیثیت سے قبول کر لیتے تو آج ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔

**دہشت گردی کا خوفناک چہرہ:** آسٹریا اور بحیرۂ روم میں مرنے والے ان غریب مسلمانوں کے یہ ہولناک واقعات ابھی سرد بھی نہ پڑے تھے کہ ملک سیریا کے کوبان نامی خطہ کا ایک خاندان یہاں کی خونریزی اور خون آلود فضا سے یورپ کی کھلی فضا میں جانے کے لیے بذریعہ کشتی تیار ہوا۔ ابھی کشتی چلی ہی تھی کہ سمندر کی قاتل لہروں نے اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔ جن میں گیارہ لوگوں کی موت ہوگئی۔ اتفاق سے ترکی کے ساحلی شہر بوڈرم میں ساحل سمندر پر ترکی کی فوٹو گرافر نیلوفر دیمیر کی نگاہ تین سالہ ایک ایسے بچے پر پڑی جو لال رنگ کی ٹی شرٹ اور بلو شارٹ پہنے ہوئے پانی کے کنارے پڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ وہ آرام کی نیند سو رہا ہو مگر موصوفہ نے جب قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ دنیا کے ہر ہنگامے سے دور جا کر چین کی ابدی نیند سو چکا ہے۔ انہوں نے فوراً ہی اس بچے کا فوٹو لیا اور پھر پیٹ کے بل لیٹے ''الیان کردی'' نامی اس بچے کے فوٹو کو سوشل میڈیا پر پوسٹ کر دیا۔ دنیا کے تمام اخباروں اور نیوز چینلوں نے اس فوٹو کو کافی کوریج دیا۔ انٹرنیٹ، وہاٹس ایپ، فیس بک اور ٹیوٹر پر زور و شور کے ساتھ دنیا کے خطہ خطہ میں اس کمسن بچے کا فوٹو وائرل کیا جانے لگا۔ دنیا کو امن و آشتی کا پاٹھ پڑھانے والے یورپین ممالک گھڑیالی آنسو بہانے لگے۔ مگر بے غیرت عرب حکمرانوں کو یہ گھڑیالی آنسو بھی نصیب نہ ہوئے۔ عیسائی حکمراں تو دکھاوے کے آنسوں بہا رہے تھے۔ دکھاوے کی ہمدردیاں جتا رہے تھے مگر یہ بے حیا عرب ممالک کے سربراہ ہیں جن کی زبانوں سے دکھاوے کے لیے ہی صحیح ایک لفظ بھی ہمدردی کا نہ نکلا۔ بظاہر ایسا لگا کہ یورپین ممالک میں اس واقعہ کا کافی اثر ہوا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ہماری بے حسی پر شادیانے بجا رہے ہیں۔ آناً فاناً میں آسٹریا، جرمنی اور فرانس و برطانیہ نے یہ اعلان کیا کہ ہم ان اسلامی ممالک کے ان بے سہارا لوگوں کو مدد دیں گے۔ انہیں پناہ گزیں کی حیثیت سے اپنی سرزمین پر جگہ دیں گے۔ ان کے لیے رہنے سہنے کا انتظام کریں گے۔ ان کی حفاظت کا سامان فراہم کریں گے۔ یہ اعلان ہونا تھا کہ اپنوں کے ہاتھوں مجبور اپنی ہی سرزمین پر ذلت و رسوائی اور قتل و غارت گری کی زندگی گزارنے والے امن و آشتی کی تلاش میں سرگرداں اسلامی ممالک کے یہ مسلمان بیچارگی کے ساتھ کاسۂ گدائی لے کر ان ممالک کی سرحدوں کی طرف دوڑ پڑے۔ ان ملکوں کی دکھاوے والی ہمدردی پر یقین کرتے ہوئے ہر طرح کی ذلت و رسوائی برداشت کر کے آخر یہ لوگ آسٹریا، آسٹریلیا، جرمنی، فرانس، ہنگری، اٹلی، روم، برطانیہ اور ان جیسے دیگر یورپین ممالک کی سرزمین پر پہنچ گئے۔ مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ اس ہمدردی کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا وہ شکار ہو چکے ہیں۔ اپنے ملک میں تو انہیں جان و مال عزت و آبرو گنوانا پڑ رہی تھی مگر یہاں تو ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ رہا ہے۔ ان کی مجبوری اور بے کسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسائی اور یہودی مشنریاں حرکت میں آ گئیں۔ عیسائی راہب پناہ گزیں کیمپوں میں متحرک ہو گئے۔ بھوکے پیاسے ان مسلمانوں کو کھانا اور پانی دینے سے پہلے پوچھا جا رہا ہے کہ کیا تم اپنے دین سے منحرف ہو کر یہاں آئے ہو؟ کیا اسلام کی تعلیمات سے پریشان ہو کر کے تم نے یہاں پناہ لی ہے؟ کیا تمہارا مذہب اسلام سے موہ بھنگ ہو چکا ہے؟ کیا اسلامی ملکوں اور اسلامی حکمرانوں سے تم بیزار ہو چکے ہو؟ اگر وہ ہاں کہتے ہیں تو یہ عیسائی راہب ان کے اوپر پانی کے چھینٹے مارتے ہیں پھر انہیں اللہ، ابن اللہ اور عقیدۂ تثلیث کا پاٹھ پڑھایا جانے لگتا ہے۔ ساتھ ہی انہیں زبردستی عیسائی مذہب میں داخل کیا جاتا ہے۔

آپ اندازہ لگائیں کہ کتنی خطرناک سازش کا شکار ہے آج امت مسلمہ۔ پہلے تو دہشت گردوں کے ذریعہ انہیں تباہ و برباد کیا گیا۔ انہیں کی سرزمین کو انہیں کے اوپر تنگ کیا گیا۔ بے دریغ مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور پھر اس قتل و غارت گری سے پریشان ہو کر یہ بچے کھچے مسلمان اگر پناہ لینے کے لیے ان ملکوں میں گئے بھی تو وہاں ان سے روح ایمان کو چھینا جا رہا ہے۔ انہیں اسلام سے منحرف کیا جا رہا ہے اور ان کے مذہب کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہو جاتا کہ یہ دہشت گردی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ صہیونیت اور عیسائیت کی مشترکہ منصوبہ بندی تھی جس کے تحت بڑے پیمانے پر مسلمانوں کا قتل عام، اسلامی ملکوں کی تباہ و بربادی، اسلام کے مقدس چہرے کی مسخ کنی، اسلام اور مسلمانوں سے دنیا کو منحرف کرنا تھا۔ اس قتل و غارت گری سے بچ کر اگر کوئی بھاگتا تو اس کے

مذہب سے اسے بیزار کرنا تھا۔ بڑی حد تک یہ طاقتیں اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو چکی ہیں مگر یہ بے حیا سعودی حکمراں اور عرب حکمراں ہیں کہ جن کے چہروں پر غم کی کوئی لکیر نہیں۔ جن کی پیشانیوں پر کوئی شکن نہیں۔ اللہ رب العزت ہی ان بیچارے مسلمانوں کا حافظ و ناصر ہے۔ وہی ان کی جان و مال عزت و آبرو اور دین و ایمان کی حفاظت کرنے والا ہے۔

آج وقت آچکا ہے کہ مسلم قیادت اس فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہو جائے۔ ائمہ حضرات جمعہ کے اہم خطابات کے ذریعہ عوام کو اس وہابی اور دہشت گرد فتنہ سے روشناس کرائیں۔ ارباب مدارس درس و تدریس کے ذریعہ دہشت گردوں کی دہشت گردانہ کاروائیوں کی مذمت کریں۔ قلم کار حضرات اپنے مضامین اور اپنی تحریروں کے ذریعہ اس فتنہ کی تباہکاریوں سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ مسلم رہنما دہشت گردانہ عمل کی تردید کریں۔ اہم منصبوں پر فائز مسلم قائدین تردیدی بیانات جاری کر کے ان دہشت گردوں کے اوپر لعنت و ملامت کریں۔ وہابیت اور سلفیت کی کوکھ سے جنم لینے والی ان دہشت گرد تنظیموں اور جہادی گروپوں کے عقائد اور ان کی اصل و حقیقت سے لوگوں کو متعارف کرائیں۔ وہابیت کا یہ فتنہ کل بھی امت مسلمہ کے لیے تباہ کن تھا اور آج بھی تباہ کن ہے۔ وہابیت کے اسی فتنہ نے کل بھی یہودیت، صہیونیت اور عیسائیت کی ایجنٹی کے فرائض انجام دِیے تھے اور آج بھی یہی کام وہ دہشت گردی کا لبادہ اوڑھ کر انجام دے رہے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے کئی دہائی پہلے وہابیت کے جس فتنہ سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا تھا آج وہ فتنہ دہشت گردی کی صورت میں امن عالم کے لیے عظیم خطرہ بن چکا ہے۔ اگر کل لوگوں نے اجتماعی طور پر سرکار اعلیٰ حضرت کی باتوں اور ان کی ہدایات و تعلیمات پر عمل کر کے کلی طور پر اس وہابیت کا بائیکاٹ کر دیا ہوتا تو آج امت مسلمہ کو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ مسلمانوں کے خون سے کسی کو ہولی کھیلنے کا موقع نہ ملتا۔ اسلام دشمن طاقتوں کو اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہابیوں، سلفیوں اور دہشت گردوں کی صورت میں یہ رنگروٹ نہ ملتے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے مذہب کو تبدیل کرنے کا موقع نہ ملتا۔ وہابی دہشت گردی کی تباہ کن اور سفاکانہ کاروائیوں پر مشتمل فوٹو دیکھ کر کسی مسلم خاتون کو یہ نہ کہنا پڑتا کہ ''اگر یہی اسلام ہے تو میں کافر ہوں'' (معاذ اللہ)

ابھی بھی وقت ہے کہ امت مسلمہ اجتماعی طور پر وہابیت، سلفیت، وہابی ازم کے پیروکار وہابی دہشت گرد تنظیموں اور جماعتوں کا مکمل طور پر بائیکاٹ کرے۔ ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، ان کی عیادت کو جانا، ان کی تعزیت کرنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان سے رشتہ و ناطہ جوڑنا سخت ممنوع قرار دیا جائے۔ ان کو اپنے سے دور رکھا جائے اور ان سے خود بھی دور رہا جائے۔ نہ تو انہیں اپنی مسجدوں میں آنے دیا جائے اور نہ اپنے نوجوانوں کو ان کی مسجدوں میں جانے دیا جائے۔ مسلم نوجوانوں کو ان کے دام تزویر میں پھنسنے سے بچایا جائے۔ یہی پیغمبر اسلام کا پیغام ہے اور یہی اسلام کی صحیح تعلیم ہے۔

☆☆☆

☆ مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت واستاذ دارالعلوم منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف 9235703585

## سالانہ عرس فقیہ اعظم، ناگپور

۲۲، ۲۳، ۱۴؍ ستمبر ۲۰۱۵ کو بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۴۲ واں سالانہ عرس منایا گیا جس کی سرپرستی جانشین فقیہ اعظم حضرت مفتی عبدالقدیر خاں نے کی۔ مولانا محمد عبدالعظیم خاں نبیرۂ فقیہ اعظم نے ہر تقریب و محفل کی صدارت کی۔ مولانا محمد صابر القادری اور مولانا شان محمد قادری بلیاوی نے تسہیل المصادر کے مصنف مفتی عبدالرشید خاں کی زندگی پر خطاب کیا۔ بعد نماز عشا میلاد شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ مولانا عبداللطیف انصاری کے سلام ودعا پر محفل ختم ہوئی۔ عرس کی سبھی تقریبات حسب روایت مکمل ہوئیں اور عوام و خواص عقیدت ومحبت کے ساتھ شریک ہوئے۔

سید احفاظ علی ناظم عرس کمیٹی۔ رشید نگر، نعل صاحب چوک، ناگپور

# نعت مصطفیٰ بزبان عبد المصطفیٰ

محمد ہاشم قادری مصباحی☆

سرکار دو جہاں ﷺ کا میلاد کلام الٰہی قرآن مجید میں جا بجا موجود ہے۔اللہ رب العزت نے اپنے محبوب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے محاسن و کمالات وخلق عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے۔اسی سنت الٰہیہ کوصحابۂ کرام تابعین اور تبع تابعین سلف صالحین وغیرہ نے آج تک بلکہ آنے والی صبح قیامت تک عاشقان مصطفیٰ اس مبارک سلسلے کو جاری وساری رکھیں گے۔میلاد مصطفیٰ اور نعت مصطفیٰ لازم وملزوم ہے۔سرکار دو جہاں ﷺ کا حسین وجمیل سراپا،ان کی حق گوئی،ان کے اخلاق کریمانہ،ان کی سادگی،سخاوت،داد و دہش،دشمنوں پر رحم وکرم،دستگیری،ان کے روضے کے دیدار کی تمنا،روزِ حشر شفاعت کی آرزو،طلب واستعانت،معجزات،تصرفات،معمولات شب وروز اوران جیسے بہت سے مضامین سے اردو کی ’’نعت‘‘ مالا مال ہے۔بہت سے شعرانے نعت پر توجہ دی اگر چہ انہوں نے اسی طرح کے موضوعات کا سہارا لیا مگر بات کہنے کے ڈھنگ نے مضمون کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور قاری کو یا سننے والے کو ایسا لگا جیسے وہ پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے وہ نیا مضمون ہے۔شاعری کے اسی فن میں مضمون آفرینی کا راز پنہاں ہے۔لذت بیان، نادرہ کاری،جدت آداب اور لطافت معنیٰ بھی اسی کی مختلف شکلیں ہیں یا تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ بدلے ہوئے نام ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کے چند نامور نعت گو شعرا یوپی میں ہی ہوئے ۔اعلیٰ حضرت رضؔا بریلوی،استاذِ زمن حسن رضا خاں حسؔن بریلوی۔مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند نورؔی۔مولانا محسؔن کاکوروی،مولانا ضیاء القادری بدایونی،حافظ پیلی بھیتی کے نام خاص طور سے ذکر کے قابل ہیں۔ان نعت گو شعرا میں اعلیٰ حضرت رضؔا بریلوی کا مقام سب پر فائق ہے۔آپ کی ولادت شہر بریلی کے محلّہ سوداگران میں ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام المختار رکھا گیا۔آپ کے دادا رضا علی خان پیار سے رضا کے نام سے پکارتے تھے۔جب آپ فتویٰ نویسی فرمانے لگے تو احمد رضا کے ساتھ عبد المصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔ تفقه فی الدین جیسی دولت اور حبیب کبریا ﷺ کی محبت مولانا احمد رضا بریلوی کی رگ رگ میں بھری تھی۔یہ دونوں دولت ہر دل کی تجوری میں نہیں ڈالی جاتی اور نہ ہی یہ دولت کسب وحصول سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

قدسی صفات (نیک صالح) اس اعلیٰ مرتبہ پر فائز کیے جاتے ہیں ان پر انعامات الٰہی اور توجہات خصوصی کی موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے۔اگر چہ وہ معصوم نہیں ہوتے مگر بہت دور دور تک فکری لغزشوں سے من جانب اللہ محفوظ رکھے جاتے ہیں۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے اسی انعام یافتہ بندوں کے طبقے سے ہے۔ان کی سیرت اور ان کے علمی شہ پاروں کے مطالعہ سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ علم فن بھی جانتے تھے اور اس کی تکنیک و باریکیوں پر بھی گہری نظر تھی۔ان کا قلم اس قدر محتاط تھا گویا ہر قدم پھونک کے رکھا گیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے وقت کے مجدد تھے۔مولانا ابوالحسن علی ندوی،مؤلف ’’نزہت الخواطر‘‘ باوجود اختلاف مسلک کے اعتراف کرتے ہیں کہ جزئیات فقہ پر جو عبور اُن کو حاصل تھا،ان کی نظیر ان کے زمانے میں نہیں ملتی۔آقائے کائنات ﷺ سے ان کی والہانہ محبت ضرب المثل بن چکی ہے۔خود ان کے مخالف معاصر علما مثلا اشرف علی تھانوی نے اعتراف کیا ہے کہ وہ جذبہ عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار ہو کر ان کی عبارت کی گرفت کرتے ہیں۔

**عظمت مصطفیٰ ﷺ ایمانی عقیدہ ہے:**

عظمت مصطفیٰ کو تسلیم کیے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا چاہے وہ دن رات سجدے کرتا رہے۔یہ عقیدہ عاشقان نبی ﷺ کے لئے جان ایمان ہے۔اس عقیدے کی تبلیغ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے لئے مشن کا درجہ رکھتی تھی وہ آئین شریعت کے پاس دار تھے۔ان کی نثر اور شاعری میں ہر جگہ اس عقیدے کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔نعت پاک کے درج ذیل اشعار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کے لیے جس طرح مضمون آفرینی کی گئی ہے وہ دیکھتے ہی بنتی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
عصائے کلیم ،اژدہائے غضب تھا گروں کا سہارا عطائے محمد ﷺ

قرآن مجید میں رؤف ورحیم باری تعالیٰ جل سبحانہ کے لئے آیا ہےاور مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے لئے بھی لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِنْ ---الخ (القرآن،سورہ توبہ،آیت ۱۲۷) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور کا میلاد شریف ارشاد فرمایا ،ان کی تشریف آوری اور ان کے فضائل بیان فرمائے ،حضور کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے گذشتہ نبیوں نے بھی آپ کا میلاد پڑھا میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔رؤف مبالغہ کا صیغہ ہے،رؤف کا معنی ہے بے حد مہربانی اورشفقت فرمانے والا۔حسین بن فضل نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں کو محمد ﷺ کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمایا۔(تفسیر نورالعرفان ص۔۳۲۹،تفسیر ضیاءالقرآن،ج۲۔ص۲۶۹)

اس کا فائدہ اٹھا کر مولانا احمد رضا خان بریلوی نے نعت مصطفیٰ کے ذریعہ کیسے میلاد مصطفیٰ پڑھا،کیا مضمون پیدا کیا اور کتنے پیارے انداز میں ادا کیا ہے،داد دیتے ہی بنتی ہے

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا رؤف و رحیم و علیم و علی ہے
نبی سرور ہر رسول و ولی ہے نبی راز دار مع اللہ لی ہے

حدیث قدسی کے مضمون لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کی ترجمانی بڑے پیارے انداز میں نعت پاک سے میلاد مصطفےٰ پڑھا ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

قرآن عظیم میں ہے:وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُ وْكَ (القرآن ،سورہ النساء آیت ۶۴) اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہوکر معافی چاہئیں اور آپ ان کی شفاعت چاہیں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

قرآن عظیم خود گنہ گاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے اور کریموں کی شان یہ نہیں کہ اپنے دربار میں بلا کر خالی واپس کریں۔

رومی غلام دن ، حبشی باندیاں شبیں
گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے
ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے
وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات
ادنیٰ نچھاور اس مرے دولہا کے سر کی ہے

ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حسنات الابرار سیئات المقر بین پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انھیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضور کا تصدق ہے اسی لئے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔

عبدالمصطفیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی کے نزدیک میلاد مصطفیٰ ﷺ ایسا پیارا موضوع ہے جس میں کیف سامانیاں اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہیں۔بلبلیں مست نغمہ سرا ہونے لگتی ہیں۔عشق و سرمستی کی آبشاریں رحمت ایزدی کے نغمے گانے لگتی ہیں الصلاۃ و السلام علیك یا رسول اللہ کی خوشبو لٹانے لگتی ہیں۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری حصول سعادت دارین کا ذریعہ ہے اس لئے کہ آپ ذکر میلاد مصطفیٰ میں بے خود و سرشار رہتے ہیں۔آپ نے اپنی شاعری میں بار بار میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا ہے اس وابستگی رسول ﷺ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی خود کہتے ہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف وثنا کو وظیفۂ حیات بنانے والے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جب ولادت مصطفیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اس دن کی عظمت،ہیبت اور جلالت آپ کے دل پر منقش ہو جاتی ہے اور بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا
تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے میں نجی اللہ کا بجرا تر گیا
بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

اعلیٰ حضرت بریلوی نے شریعت کے تقاضوں کی پاسداری کرتے ہوئے جب نعت کہی تو اسے قبولیت اور شہرت دوام کا وہ مرتبہ ملا جو آج تک نعتیہ شاعری کے حوالے سے کسی کا مقدر نہ بن سکا۔مشہور نقاد نیاز فتح پوری کے لفظوں میں ''شعر وادب میرا خاص موضوع ہے میں نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کا کلام بالا ستیعاب پڑھا ہے ان کے کلام کا پہلا تاثر جو پڑھنے والوں پر قائم ہوتا ہے وہ مولانا احمد رضا خان کی بے پناہ وابستگی رسول عربی ہے ان کے کلام سے ان کے بے کراں علم کے اظہار کے ساتھ افکار کی بلندی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔''

**میلاد مصطفےٰ عقیدت کے آئینے میں:** اعلیٰ حضرت نے میلاد مصطفےٰ ﷺ کو عشق ومحبت کے آئینے میں سو سو طرح سے جلوہ گر دیکھا ہے۔آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے نعت گوئی کو نئے نئے اسلوب عطا کیے اور شاعری کو غزل کی دنیا سے نکال کر نعت کے گلستان میں سدابہار کی زینت بنادیا۔بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی بعثت ایسے غیر معمولی واقعہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ جس کی مثال گزشتہ صدیوں میں ملنا ناممکن ہے۔ ہر نبی اور پیغمبر اپنے اپنے دور نبوت میں حضرت محمد ﷺ کیلئے سراپا انتظار رہے اور پھر جوں جوں آپ کے ظہور کی صدیاں قریب آتی گئیں ،آپ کے وجود اقدس کے بارے میں بشارت کا سلسلہ دراز ہونے لگا۔

زیادہ تر متعصب یہودی نصرانی علمانے ظہور محمدی ﷺ کے سلسلہ میں بشارت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی تھی (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا) مگر سچائی سر چڑھ کر بولتی ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ بعض حق گو یہودی اور نصرانی علما نے تعصّبات کی گرد کا پردہ چاک کرکے اس بات کا اعلان ضروری سمجھا کہ مکے میں خاتم النبیین کے ظہور کی ساعتیں قریب آرہی ہیں اور آپ ہی وہ نبی ہوں گے جن کا ذکر آسمانی کتابوں میں ہے۔اس سلسلہ میں ایک یہودی عالم کی حق گوئی کا انداز دیکھئے۔

ابونعیم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ سے راوی ہیں۔میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے چیخ مار رہا ہے۔لوگ اسکی آواز پر جمع ہوگئے وہ بولا:

هذا كوكب احمد قد طلع هذا كوكب لا يطلع الا بالنبوه و لم يبقى من الانبياء الا احمد ۔یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا۔یہ ستارا کسی نبی کی پیدائش پر طلوع ہوتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں (ﷺ) (ختم النبوۃ۔از مولانا احمد رضا خان بریلوی ص ۲۰) ان مبارک ساعتوں کے حوالے سے اعلیٰ حضرت یوں نعت مصطفیٰ میں مدحت سرا ہیں

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا — نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس — ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی — چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے — ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

زمانہ جس بشارت قدسیہ کے ظہور کا منتظر تھا وہ وجود محمدی ﷺ کی جانب اشارہ کررہی تھیں۔اعلیٰ حضرت رضا بریلوی کی کتاب ''ختم النبوۃ'' میں بشارت کا تذکرہ اہل ایمان کیلئے روحانی غذا کا باعث بنے گا۔ابو نعیم بطریق شہر بن کوشب اور ابن عسا کر بطریق مسیّب بن رازع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا:

''میرے باپ اعلم علمائے تورات تھے۔اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پر اتارا،اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا۔وہ اپنے علم سے کوئی شئے مجھ سے نہ چھپاتے جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹے تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی شئے تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق روک رکھے ہیں۔ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا ہے میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو اور تو اس کی پیروی کرے۔یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں دو ورق رکھ چھوڑے ہیں اوپر سے مٹی لگا دی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا نہ انھیں دیکھنا۔جب وہ نبی جلوہ فرما ہو،اگر اللہ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا۔یہ کہہ کر وہ مر گئے۔ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دو ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا۔میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے:

محمد رسول الله خاتم النبيين لا نبي بعدهٗ مولدهٗ بمكة و مهاجرة بطيبة ۔(ختم النبوۃ۔ص۔۱۶)

اور پھر وہ مبارک ساعت آپہنچی جو دعاؤں کی قبولیت اور تمناؤں کے

باریاب ہونے کی ساعت تھی جب رحمت خداوندی پوری شدت کے ساتھ برسنے کو تھی وہ کیسا منظر تھا کیسا سماں تھا، کیا سہانی صبح تھی، کیا کیف آور منظر جس کو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی خداداد فنی مہارت سے قلم بند کرتے ہیں:

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارا نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اس طویل نعت مصطفیٰ میں جسے ''قصیدۂ نور'' بھی کہا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت نے اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کے میلاد شریف کا جشن مناتے ہوئے آپ کے حسن وخوبصورتی کا بھی دل کھول کر تذکرہ کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نور علیٰ نور ہیں اور اس نعتیہ قصیدہ کی ردیف ہی اس مظہر خداوندی کے انوار ظاہر کررہی ہے جس کی پذیرائی کی خاطر یہ بزم دوعالم تخلیق ہوئی۔ یہ نعت مصطفیٰ یعنی قصیدہ نور ایک لحاظ سے قد جآء کم من الله نور و کتاب مبین (القرآن، سورہ، المائدہ، آیت ۱۵) کی نورانی تفسیر ہے۔ سراپائے مصطفوی کے حوالے سے چند اشعار پڑھیں اور اندازہ کریں کہ جس ہستی والا صفات کے میلاد کا جشن منایا جارہا ہے وہ کس قدر حسین، اجمل، اکمل اور پاکیزہ ہے۔

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا
مصحف عارض پہ ہے خط شفیعہ نور کا
لو سیہ کا رو مبارک ہو قبالہ نور کا
شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا
وضع واضع میں تری صورت ہے معنیٰ نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا
یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرا نور کا
اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

مولائے رحیم نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے دست قدرت سے وہ حسن عطا فرمایا کہ دونوں جہان کی عظمتیں آپ پر تصدق کی جائیں تو بھی کم ہے۔ رب العزت نے آپ کو بے مثل اور بے عیب بنایا، ہر قسم کے نقائص وعیوب سے مبرا حسن وکمال کا نمونہ بنایا۔ آپ کو صورت وسیرت ایسی عطا فرمائی کہ جو بھی آپ کے دامان رحمت سے وابستہ ہوگیا پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آپ ہی کا ہوکر رہ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس قدر حسین وجمیل اور اس قدر جامع الخصائل تھے کہ جس نے آپ کی ایک جھلک دیکھ لی اس نے دنیا بھر سے منھ پھیر کر آپ کے حلقہ تربیت میں جگہ پانے کو ہی سب سے بڑی سعادت خیال کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک اس قدر حسین وجمیل تھا کہ آپ کے بدترین دشمن بھی جب آپ سے ملتے تو بے اختیار پکار اٹھتے کہ اس قدر حسین وجمیل چہرے کا مالک جھوٹ نہیں بول سکتا۔ لہٰذا آپ کو اہل مکہ (ظاہری اعلان نبوت) سے پہلے ہی الصادق، الامین کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ کا چہرہ، انوار الٰہی کا مظہر اور نور صداقت سے عبارت تھا۔ آپ کے جمال جہاں آرا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کہتے ہیں

خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ
نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ
انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر چھڑے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول کریم ﷺ کے اوصاف حسنہ کا ذکر نہ چھڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ سارے جہاں کے لئے رحمت ونعمت کی حیثیت رکھتے ہیں ارشاد باری ہے: و امابنعمة ربك فحدث۔ اپنے رب کی نعمتوں کا دل کھول کر چرچا کرنا رب العزت کے انعامات کا اعلان کرنا ہے۔ چرچا چھپ کر نہیں ہوتا اعلانیہ ہوتا ہے، اکیلے اکیلے نہیں ہوتا بلکہ مجلس میں ہوتا ہے چونکہ حضور کی

ذات والا صفات تمام انعامات الٰہی میں سرفہرست ہے جو رب نے اپنے بندوں پر فرمائی۔ اس لئے میلاد مصطفیٰ ولادت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر محافل میں، مجالس میں، منبر و محراب، ہر جگہ کرنا حقیقت میں حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنی عقیدت کا اظہار کسی مصلحت کوشی کے بغیر کسی باطل سے دبنے کے بجائے اس قدر دھوم مچاتے ہیں کہ فرش سے لیکر عرش تک غلغلے بلند ہو جائیں

حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف و نعت صحابۂ کرام جی بھر کر کرتے ہیں نعت گوئی کے سالار، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ کے یہ نعتیہ اشعار ہیں جو انہوں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں پڑھے اور داد پانے کے علاوہ چادر مصطفیٰ سے بھی نوازے گئے۔ آپ نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں یوں نذرانہ عقیدت پیش فرمایا:

و اجمل منك لم تلد النساء　　و احسن منك لم تر قط عيني
خلقت مبرا عن كل عيب　　كانك قدخلقت كما تشاء

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بھی کاروان نعت کے معزز رکن ہیں آپ یوں مدح سرائی فرماتے ہیں:

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
لک بدر فی الوجہ الاجمل، خط ہالہ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

لہٰذا ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے مصداق حضور ﷺ کی ذات گرامی خدا کے بعد کائنات بھر میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں:

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

حضرت مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا ذکر ہو اور سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا ذکر نہ ہو ممکن ہی نہیں۔ یہ سلام بعثت نبی کریم ﷺ آپ کے محاسن و خصائص کے پس منظر میں نہایت ہی ایمان افروز ہے۔ مقبولیت کے لحاظ سے اس سلام کا کوئی جواب نہیں۔ پاک، ہندو بنگلہ دیس بلکہ جہاں جہاں عاشقان مصطفیٰ ﷺ رہتے ہیں یہاں تک کہ حرم نبوی اور منیٰ میں بھی میلاد کی محفلوں میں عاشقان مصطفیٰ خوب خوب پڑھتے جھومتے ہیں۔ ناچیز حج کی سعادت سے سرفراز ہو چکا ہے وہاں بھی جا بجا حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام شوق پیش کرتے ہیں

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
شہریار ارم تاجدار حرم　　نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضا　　مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اور

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

اعلیٰ حضرت رضا بریلوی نے اپنی نعتوں میں قرآن اور احادیث مبارکہ کو بطور خاص ملحوظ نظر رکھا۔ آپ کی شاعری قرآن و احادیث کے حوالے سے عظمت و شان مصطفیٰ کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار کم و بیش انبیائے کرام مختلف انسانی طبقات کی رہنمائی کیلئے آئے، ان میں آقائے دو عالم ﷺ پر جتنی شرح و بسط کے ساتھ لکھا گیا، اتنا کسی اور کے لیے نہیں لکھا گیا۔ سیرت النبی میں ہمیں اتنی تفصیل ملتی ہے کہ پیدائش سے لے کر وصال تک آپ کی حیات طیبہ کا کوئی ایسا پہلو نہیں، جو عالم انسانیت کیلئے موجود نہ ہو۔ قرآن کریم کلام الٰہی خود نعت مصطفیٰ ہے۔ اس کی مقدس سورتیں اور مبارک آیتیں حضور ﷺ کے کمالات و فضائل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انسانوں سے آپ کی کیا مدحت سرائی ہوگی ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' اللہ ہم سب کو میلاد مصطفیٰ منانے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆ امام و خطیب مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی، پوسٹ: پارڈیہہ، مانگو، جمشید پور (جھارکھنڈ) Mob. 09386379632
e-mail: hhmhashim786@gmail.com

بزم رضا

ایوان رضا

# اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری۔ حاصل مطالعہ

## اردو میں نعتیہ شاعری کو عروج وارتقا کی معراج عطا کرنے والے شاعر اعلیٰ حضرت رضا بریلوی ہیں

محمد نسیم رضامصباحی☆

''نعت'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلق معنی، وصف وثنا کے ہیں لیکن اصطلاح میں اس سے مراد وہ شاعری ہے جو سرور کائنات ﷺ کی شان اقدس میں کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی شان میں جو کچھ کہا گیا ہے اور کہا جاتا رہے گا اُن سب کو نعت محیط ہے۔ زمانہ رسالت سے لے کر آج تک پورے تسلسل کے ساتھ عاشقان رسول بارگاہ نبوت میں خراج عقیدت پیش کرتے رہے ہیں۔ اردو زبان میں بھی ابتدا ہی سے اس کی روایت رہی ہے آج اردو میں اس صنف کی عمر اتنی ہے جتنی کہ خود اردو زبان کی لیکن اردو میں نعتیہ شاعری کو عروج وارتقا کی معراج جس نے عطا کی، وہ رضا بریلوی کی ذات با برکات ہے۔

رضا بریلوی جس طرح دیگر علوم وفنون میں یکتا تھے، نعت نگاری میں بھی کوئی ان کا ہمسر نظر نہیں آتا۔ انھیں فن شاعری میں کمال حاصل تھا۔ ان کی فصاحت و بلاغت کی اہل عرب نے بھی تعریف کی ہے۔ شیخ احمد ابوالخیر میر داد مکی لکھتے ہیں:

الحمدلله علي وجود مثل هذاالشيخ فاني لم ار مثله في العلم والفصاحة۔ (مکتوب محررہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ از مکہ معظمہ بنام مولانا بریلوی)

ترجمہ: مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں بیشک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا۔

اعلیٰ حضرت کو زبان و بیان پر پوری قدرت ومہارت حاصل تھی۔ شاعری میں ان کا کوئی استاد نہ تھا، وہ تلمیذ رحمٰن تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی حسن رضا خان جو اپنا کلام داغ دہلوی کو دکھاتے تھے نعتیہ شاعری میں رضا بریلوی کے شاگرد تھے۔ حسن رضا خاں کس مرتبے کے شاعر تھے اُس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا حسرت موہانی نے ان کی شاعری پر ایک طویل مقالہ تحریر فرمایا تھا۔ تو رضا بریلوی کے شاگردوں میں حسن رضا جیسے شاعر تھے۔ رضا بریلوی دیگر اردو نعت گو شعرا کے کلام سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ بیشتر شاعر نعت کی عظمت اور اس فن کی نزاکت اور اس کی پاکیزگی وباریکی سے واقفیت نہیں رکھتے اور نعت کہنا بہت ہی آسان سمجھتے ہیں۔ جب کہ نعت کا فن اصناف سخن میں سب سے مشکل فن ہے۔ رضا بریلوی اس فن کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر (شاعر) بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔'' (الملفوظ، ص ۱۴۱)

رضا بریلوی کی اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر محتاط تھے اس کے باوجود اس صنف کو کمال تک پہنچانا یہ ان کا کمال ہے۔ مشکل صنف ہونے کے باوجود اعلیٰ حضرت نے شاعری کی تقریباً تمام ہیئتوں میں نعت کہی ہے اس سے ان کے اس فن پر مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کا نعتیہ مجموعہ ''حدائق بخشش'' تقریباً سو سالوں سے مسلسل شائع ہو کر جہاں تشنگان عشق رسالت کو سیراب کر رہا ہے وہیں نعت گو شعرا کے لیے ''خضر راہ'' ہے۔

رضا بریلوی نے جہاں خود نعتیہ شاعری کر کے اردو ادب کے ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ فرمایا وہیں اپنے شاگردوں، مریدوں اور خلفاء میں نعت گوئی کو ایک تحریک کی شکل دے کر اردو نعت گو شعرا میں سیکڑوں باذوق اور باکمال شعرا کا اضافہ کیا۔ ساتھ ہی اپنے وسیع مطالعہ اور تبحر علمی کو بروئے کار لاتے ہوئے دیگر علمی وفنی اصطلاحات وحوالات کو اپنی شاعری میں پیش کر کے اردو شاعری کے دامن کو وسیع تر کر دیا۔

رضا بریلوی کا نعتیہ کلام، غزل قصیدہ، مثنوی، مستزاد، قطعات، رباعیات وغیرہ تمام اصناف سخن میں فن کے لوازمات ومقتضیات سے پر اور صنائع بدائع کے حسن سے آراستہ اپنے اندر عشق ومحبت کے سمندر کو سمیٹے ہوئے کیف وسرمستی میں ڈوبا ہوا سدا بہار نظر آتا ہے جس کی مثال اردو ادب مین اگر محال نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اردو نعتیہ شاعری میں جو انفرادیت ان کو حاصل تھی اس کا احساس خود اعلیٰ حضرت کو بھی تھا۔ فرماتے ہیں:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جنا کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

رضا بریلوی کی شاعری کا کمال پورے طور پر قارئین پر واضح ہو جائے اس لیے ذیل میں کچھ اشعار پیش ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

یاد میں جس کے نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو
نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ملے سایہ داماں ہم کو
اے رضا وصف رخ پاک سنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

اختصار دامن گیر ہے اس لیے زیادہ مثالیں نہیں دے سکتا، غزل، قصیدہ، مثنوی، مستزاد وقطعات سبھی سے ان کا نعتیہ مجموعہ پر ہے۔ ہمیں حدائق بخشش کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ''حدائق بخشش'' کا مطالعہ جہاں آپ کے قلب کو روشن ومنور کرے گا وہیں خالص فنی اور شعری نقطہ نظر سے بھی آپ کو وہ فیضان عطا کرے گا جو شاید کسی دیگر استاذ شعرا کے دیوان وکلیات کے مطالعہ سے بھی میسر نہ ہو۔ آخر میں ایک رباعی نقل کرتا ہوں، دیکھیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

رباعی کی جان چوتھے مصرعے میں ہوتی ہے، اس رباعی کا چوتھا مصرعہ کتنا جاندار ہے یہ آپ خود بھی دیکھ سکتے ہیں۔

رضا بریلوی کی شاعری نے جہاں اردو زبان کو بے مثال فیض عطا کیا ہے وہیں عربی اور فارسی زبان کو بھی محروم نہیں کیا۔ عربی زبان میں حضرت شاہ فضل رسول عثمانی بدیونی کی شان میں ۳۱۴، اشعار پر مشتمل دو قصیدہ ''قصیدتان رائعتان'' اور اعلی حضرت کی دیگر کتابوں میں بکھرے سینکڑوں عربی اشعار ان کی شعری مہارت پر دال ہیں۔ ''قصیدتان رائعتان'' کو خانوادۂ بدایوں کے مشہور فاضل محقق مولانا اسید الحق قادری شہید بغداد نے ترتیب وتقدیم کے ساتھ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں سے شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات مین بلندی عطا فرمائے اور ہم نوجوانوں کو کام کرنے کا ان کے جیسا جذبہ عطا فرمائے۔

لیکن افسوس ہے کہ جس عبقری شخصیت کے کلام بلاغت نظام نے دنیائے شعر وادب کے دامن میں اس قدر قیمتی موتی بکھیرے ہیں اس کے ذکر سے تاریخ ادب کی کتابوں اور شعرا کے تذکروں کا خالی ہونا، نہ یہ کہ تعصب پر مبنی ہے بلکہ یہ کہ باعث محرومی بھی ہے۔ تاریخ ادب کی کتابوں میں اور شعرا کے تذکروں میں رضا بریلوی کا ذکر نہ ہونے کے بعد بھی کلام رضا کا اس قدر چرچا کہ برصغیر ہندو پاک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں جہاں بھی اردو والے موجود ہیں ان کے کلام گنگنائے جاتے ہیں اور سینکڑوں اشعار زبان زد خلائق ہیں۔ مثلاً ان کی نعت کا یہ مطلع:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحیٰ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور یہ شعر تو اور زیادہ

حسن یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

اور ان کا یہ سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہندو پاک کے ہر چھوٹے بڑے، مرد وزن کی زبانوں پر جاری ہے۔ اس وزن اور طرز میں بہت سے لوگوں نے سلام کہے لیکن لوگوں کو یاد یہی سلام رہا۔ سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد بھی کوئی دوسرا سلام اس کی جگہ نہ لے سکا۔ یہی حال ان کے تمام نعتیہ کلاموں کا ہے اور بقول اے آئی رچرڈ 'جو فن پارہ اپنی تخلیق کے سو سال بعد تک

زندہ رہے یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے اور آج رضا بریلوی کے کلام کا اس قدر مقبول ہونا جہاں اس کی عظمت کی دلیل ہے وہیں ادبی مورخین اور ناقدین کے لیے درس عبرت بھی۔

یہاں ایک بات بہت ضروری ہے جسے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت کا مرتبہ بلاشبہ ایک شاعر سے بہت بلند ہے لیکن ان کی شاعری ہمارے لیے اور ہمارے زبان وادب کے لیے حد درجہ فخر کی بات ہے، ان کی شاعری ہمارے ادب کے لیے انمول موتی کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود رضا بریلوی کو شعر وادب کی تاریخ میں نظر انداز کیا جانا ادب کے مورخین اور ناقدین کو زیب نہیں دیتا۔ حد تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے نعت پر تحقیقی کام کیا ہے ان میں سے بھی سوائے ایک دو کے رضا بریلوی کا ذکر صرف یوں ہی رسماً کیا ہے مثال کے طور پر ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری نے نعت کی تاریخ پر دو ضخیم جلدیں تحریر کیں لیکن مشکل سے ایک جگہ صرف ایک پیراگراف میں رسماً اعلیٰ حضرت کا ذکر کیا ہے۔ نہ ان کا کوئی کلام نقل کیا اور نہ کوئی تبصرہ، ایک ادبی مورخ کو ایسا تجاہل زیبا نہیں۔ باوجود یہ کہ کلام رضا کو تمام نعتیہ شاعری میں وہی مقام حاصل ہے جو تمام تاروں کے درمیان چاند کو۔

ادبی تعصب کے باوجود مجموعی طور پر تقریباً اعلیٰ حضرت پر دو درجن سے زیادہ پی ایچ ڈی ہو چکی ہیں جن میں تقریباً ۱۴ پی ایچ ڈی کا تعلق اعلیٰ حضرت کے شعری و ادبی کارناموں سے ہے جو درج ذیل ہے:

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور ان کی نعت گوئی، از ڈاکٹر جمیل الدین رضوی
- حضرت رضا بریلوی بحیثیت شاعر نعت، از ڈاکٹر جوہر امام الدین شفیع آبادی
- امام احمد رضا حیات اور کارنامے، از ڈاکٹر طیب علی رضا انصاری
- اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی، از ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی
- مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری، از ڈاکٹر سراج احمد بستوی
- مولانا احمد رضا کی فکری تنقیدیں، از ڈاکٹر امجد رضا امجد قادری
- امام احمد رضا کا تصور عشق، از غلام مصطفیٰ نجم القادری
- روہیل کھنڈ کے نثری ارتقا میں مولانا احمد رضا کا حصہ، از ڈاکٹر رضا الرحمٰن عاکف سنبھلی
- امام احمد رضا کی انشاء پردازی، از ڈاکٹر غلام غوث قادری
- مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری کا تاریخی اور ادبی جائزہ، از ڈاکٹر محترمہ تنظیم الفردوس
- الشیخ احمد رضا شاعراً عربیاً مع تدوین دیوانہ العربی، از ڈاکٹر سید شاہد علی نورانی
- امام احمد رضا اور ان کے مکتوبات، از ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
- امام احمد رضا کی ادبی ولسانی خدمات، از ڈاکٹر ریاض احمد
- کنز الایمان اور دیگر معروف اردو تراجم القرآن کا تقابلی جائزہ، از ڈاکٹر مجیب اللہ قادری

لیکن یہاں بھی بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان میں سے ایک دو کو چھوڑ کر کوئی بھی کتاب بازار میں دستیاب نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پر کیے گئے تمام تحقیقی کاموں کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اس کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تاکہ رضا بریلوی کی ادبی خدمات سے دنیائے ادب کا ہر صغیر و کبیر مستفیض ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم پر رضا بریلوی کا فیض عام و تام فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆ ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ ۲۵
E-mail:mohdnaseemraza@gmail.com

اصلاح معاشرہ — مسلک اعلیٰ حضرت

# خدمت خلق کا نام ہی تصوف ہے

## حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا شاخ مراد آباد کے زیر اہتمام اکیاون (۵۱) اجتماعی شادیاں

**محمد فہیم ثقلینی ازہری**☆

خانقاہوں کا مقصد قیام خدمت خلق، رشد و ہدایت، امن و شانتی کا پیغام عام کرنا، سماج سے برائیوں کو دور کرنا، مظلوموں کی دادرسی، کمزور طبقے کی فریادرسی، یتیموں بیواؤں کی دستگیری، اسوۂ حسنہ کی نشر و اشاعت اور اسلام کی دعوت و تبلیغ ہے۔ عصر حاضر میں الا ماشاء اللہ بیشتر خانقاہیں ان خدمات وکارناموں سے عاری وخالی ہیں۔

سماج سیوا کا بنیادی اصول الخلق کلھم عیا ل اللہ ہے۔ یہ خانقاہوں کی خدمت خلق کی ہی دین ہے کہ چہار دانگ عالم میں اسلام کی روشنی نظر آرہی ہے۔ تصوف کوئی مستقل چیز نہیں بلکہ اسلامی اصول وقوانین اور امر ونواہی پر عمل کرنے کا نام ہے۔ بلفظ دیگر قرآن و حدیث اور سیرت رسول پر عمل کرنے کے لیے صوفیا نے جو منہج مہذب قوم کے سامنے رکھا، اس کا نام تصوف ہے۔

آج بھی کچھ خانقاہیں ایسی ہیں جو اپنے اکابر واسلاف کے مشن اور خانقاہی اصول پر عمل پیرا ہیں۔ خدمت خلق کا سچا جذبہ موجود ہے۔ شب و روز غربا، فقرا، مساکین، محتاج، یتیم، مختلف قسم کے ضرورت مندوں کی امداد کرتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ نقش بندیہ مجددیہ کی عظیم خانقاہ شرافتیہ بریلی شریف اس سلسلے میں محتاج تعارف نہیں۔ خانقاہ شرافتیہ بریلی شریف کی رفاہی وفلاحی تنظیم ''حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا'' اطراف ہند میں ہر قسم کی خدمت خلق انجام دے رہی ہے۔ شہر صدر الافاضل کے تاریخی میدان عیدگاہ میں سالہائے گزشتہ کی طرح امسال بھی اکیڈمی کی شاخ مراد آباد کے زیر اہتمام ۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار (۵۱) اجتماعی شادیاں ہوئیں۔ جس کی سر پرستی شیخ طریقت حضرت شاہ محمد ثقلین میاں قادری مجددی سجادہ نشین خانقاہ شرافتیہ بریلی شریف نے فرمائی۔

مولانا مختار احمد ثقلینی تلہری بریلی شریف نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔ مولانا ڈاکٹر محمود حسین واثقی اشرفی پروفیسر بریلی کالج بریلی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ کے راستے میں اپنی دولت خرچ کرنا صوفیا کے مشرب میں محبوب عمل رہا ہے۔ قرآن کی تعلیم بھی خیر وصلاح اور فلاح و بھلائی تک پہنچنے کا اچھا راستہ صدقہ خیرات کو بتاتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کوئی دولت جمع نہیں کی۔ جو کچھ ہوتا کہیں سے حاصل ہوتا اُسے فوراً ضرورت مند مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ صوفیا نے اسی طریق مصطفیٰ کو اپناتے ہوئے خدمت خلق کا کام شروع کیا اور اللہ تک انسان کی رسائی میں سب سے بڑی رکاوٹ مال و دولت جمع کرنے کو بتایا۔ صدقہ صوفیا کی نظر میں نہ صرف اللہ کو پسند ہے بلکہ خود رضائے الٰہی کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے ذریعہ آدمی اللہ کے بندوں کی خدمت کرتا ہے اور ان کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ انہی تعلیمات اسلام کا عملی مظاہرہ پیش کرنے کے لیے حضرت شاہ ثقلین میاں مجددی زید مجدہ نے آج سرزمین مراد آباد پر اکیاون اجتماعی شادیوں کا یہ حسین مرقع انسانیت کے سامنے پیش کیا ہے۔

مولانا مبارک حسین مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور نے اجتماعی نکاح کی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آج صدر الافاضل کی سرزمین مراد آباد کے تاریخی میدان عیدگاہ میں حضرت شاہ ثقلین میاں قادری مجددی زیب سجادہ خانقاہ شرافتیہ بریلی شریف نے جو قابل صد مبارکباد اور تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے اس کے لیے ہم تہہ دل سے تحسین وتبریک پیش کرتے ہیں اور ایشیا کی عظیم دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اِس سلسلے میں میاں حضور کے شانہ بشانہ ساتھ ہے۔ اجتماعی نکاح کے بے شمار فوائد سے چند فائدے یہ ہیں:

(ا) غریب ونادار مسلم لڑکی اور لڑکوں کی شادی وقت پر ہوجاتی ہے اور وہ دولت نہ ہونے کی وجہ سے عمر دراز نہیں ہوتیں۔

(۲) بے جا اخراجات اور فضول خرچی سے نجات مل جاتی ہے اور کم اخراجات میں شادی کی تقریب ہو جاتی ہے۔

(۳) بے شمار غیر اسلامی رسم ورواج کی ادائیگی نہیں ہو پاتی ہے اور خلاف سنت امور سے اجتناب ہو جاتا ہے۔

(۴) جو مسلمان اجتماعی نکاح میں مال ودولت کے ذریعہ امداد کرتے ہیں ان کی زکوٰۃ، امداد، صدقات وخیرات صحیح مصرف میں صرف ہوتی ہے۔ غلط فہمی کے شکار حضرات کے سامنے جب یہ عملی اقدام ہوتا ہے تو غلط فہمی، خوش فہمی میں تبدیل ہو جاتی ہے کہ خانقاہیں آج بھی اپنا منصبی فریضہ ادا کر رہی ہیں اور خدمت خلق کا دستور آج بھی جاری وساری ہے۔

مولانا نور محمد ثقلینی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج کے زمانے میں افراتفری، انتشار واضطراب، بے چینی و بے سکونی اور قلب ودماغ کی بے اطمینانی جیسے امراض عام ہیں۔ پوری دنیا دہشت گردی سے نبرد آزما ہے۔ ہر شخص اپنے دل ودماغ میں اور پورے عالم میں امن وشانتی اور چین وسکون کا متلاشی ہے۔ ایسے لوگوں کو صوفیا کے اس نصاب پر عمل کرنا ہوگا جو، انہوں نے قرآن وحدیث اور سیرت رسول کے اصول پر استوار کیا اور قوم کے سامنے عملی مظاہرہ پیش کر کے پوری دنیا کو پرسکون ماحول اور خوشگوار فضا عطا فرمائی۔ معروف شاعر نور ککرالوی کی قیادت میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ حافظ محمد عالم ثقلینی بریلوی کی تلاوت کلام اللہ سے ''شاہ شرافت کانفرنس'' کا آغاز ہوا۔ محمد نور عالم ثقلینی مرادآباد نے حمد باری تعالیٰ پیش کی۔ حافظ محمد عامل ثقلینی ککرالوی اور حسیب رونق ثقلینی بریلوی نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

دو بجے نماز ظہر کی اذان ہوئی اور درگاہ حضرت شاہ مکمل چشتی صابری کی مسجد میں نماز ظہر ادا کی گئی۔ اس کے بعد الحاج ممتاز میاں ثقلینی چیرمین حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا اور الحاج محمد غازی میاں ثقلینی کی قیادت میں نکاح خوانی ہوئی۔ حافظ محمد غوثی میاں ثقلینی، حضرت محمد سلمان میاں ثقلینی، حافظ ذاکر حسین ثقلینی، حافظ سمیع الدین ثقلینی نے نکاح پڑھائے۔ قاری انوار احمد ثقلینی دول پوری مدرس جامعہ شاہ شرافت بریلی شریف نے خطبۂ نکاح پیش کیا۔ الحاج ڈاکٹر محمد اسمٰعیل قریشی ثقلینی ممبئی کل ہند صدر حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا نے اکیڈمی کے اغراض ومقاصد، خدمات وکارنامے اور مستقبل کے عزائم ومنصوبوں کی تفصیلی روداد پیش کی۔ الحاج عبد الطیف قریشی ثقلینی بریلی شریف صوبائی صدر نے حاضرین وسامعین اور پولیس محکمہ کا شکریہ ادا کیا۔

اجتماعی شادیوں میں پچاس پچاس مرد وعورت نے لڑکے اور لڑکی کی طرف سے شرکت کی۔ زندگی بسر کرنے کے لیے ضروری سامان بھی زوجین کو تحفۃً پیش کیا (۱) قرآن مجید وجائے نماز۔ (۲) ڈبل بیڈ (۳) سیف الماری (۴) کھانے پینے کے پچاس برتن (۵) کرسیاں مع میز (۶) زوجین کو پانچ پانچ جوڑی کپڑے (۷) سلائی مشین (۸) لحاف گدا (۹) گیس سلینڈر، چولہا (۱۰) پلاسٹک کا ٹب اور بالٹی۔ ایک شادی کا خرچ تیس ہزار روپے سے زائد رہا۔

اسی طرح اجتماعی شادیوں کا یہ پروگرام ہر سال بریلی شریف، جھانسی، بھوپال، ممبئ عظمیٰ، مرادآباد وغیرہ ہوتا ہے۔ اجتماعی شادیوں کے علاوہ موقع ومحل کے اعتبار سے مسلمانوں کو جو ضروریات اور پھر ارضی وسماوی آفتیں پریشانیاں آتی رہتی ہیں اکیڈمی وہاں وہاں بلا تفریق مذہب وملت خدمت خلق کا یہ فریضہ انجام دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے۔ خلوص وللّٰہیت اور رضائے الٰہی کے خاطر مزید خدمت اسلام ومسلمین کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ صاحب سجادہ حضرت شاہ ثقلین میاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین بر حمتك یا ار حم الراحمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم۔

☆☆☆

☆صدر الثقلین فاؤنڈیشن قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف
رابطہ نمبر: 09456279256

## اعزازی ممبران اطلاع دیں

ادارہ مسلسل تین ماہ تک اپنے اعزازی قارئین کو خطوط لکھ کر اُن سے دریافت کرے گا کہ آپ کو ماہنامہ موصول ہو رہا ہے یا نہیں؟ جواب نہ ملنے پر رسالہ بند کر دیا جائے گا۔ (ادارہ)

●●●

نقوش عام — پیغام عمل

# عصر حاضر میں حسام الحرمین کی اہمیت وافادیت

بے شک ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتاب، قرآن نہیں کہ حرف بحرف اور لفظ بلفظ تصدیق وتائید کے لیے مجبور کیا جائے

رفیق احمد ھدوی قادری☆

صلح کلیت کے اِس دور میں حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کی اہمیت وافادیت محتاج بیان نہیں کیونکہ ہر فرقہ اسلام وسنیت کا لیبل لگا کر اپنے آپ کو سنّی پیش کرنے کی خاطر آسمان کے تارے توڑ لانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ ہندوستان وہ ملک ہے جہاں لاکھوں فدائیان اسلام کی قدسی صورتیں اسی سرزمین کے آغوش محبت میں گنج بے رنج کی طرح مدفون ہیں۔ یہ وہ پاک ہستیاں ہیں جنھوں نے اسلام کا پھریرا بلند کرنے کی خاطر اپنی ہر نفیس وغالی سے منہ موڑا یہاں تک کہ اپنی پیاری اولاد کو بھی قربان کر ڈالے۔ ہندوستان اپنی قدیم روایت کے حساب میں ایک خالص سنّی ملک تھا، ہے اور ان شاء اللہ العزیز رہے گا لیکن اس کے افق پر وہ سیاہ بادل منڈلائے جس کی وجہ سے وقتی طور پر اس کی روشنی ماند پڑنے والی تھی، رب قدیر نے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ بدعت وضلالت وگمراہیت وبے دینیت اور شرک وکفر کی تاریک ودبیز تہوں کو چیر دیا پھر از سر نو، افق ہند پر اسلام وسنیت کا علم بلند ہوا۔

سن ۱۸۵۰ء تک یہاں کے مسلمانوں کے دل خواجۂ خواجگان غریب نواز وغریب پرور خواجہ معین الدین چشتی سنجری ثم اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان اور داعی اسلام مرد خدا وشیر حیدری سالار مسعود غازی شہید علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت وعقیدت سے سرشار تھے۔ اسماعیل دہلوی رئیس الوھابیہ کی کفریات وخرافات سے بھری کتاب تقویۃ الایمان (تفویۃ الایمان یا تکویۃ الایمان) نے افتراق بین المسلمین کا سیاہ کارنامہ انجام دیا کہ مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے۔ علمائے اسلام نے اسماعیل دہلوی اور اس کی کفریات وشرکیات کے رد بلیغ میں جان کی بازی لگا دی اور بحسن وخوبی اس ابھرتے ہوئے فتنے کی۔

ان علمائے کرام میں قائد انقلاب استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی صدر الدین آزردہ، مفتی رشید الدین خان دہلوی، علامہ شاہ مخصوص اللہ دہلوی اور علامہ شاہ موسیٰ دہلوی رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی سر فہرست ہیں پھر زمانہ گزرتا گیا، اس صفحۂ ہستی پر نئے نئے فتنے ابھرے اور نت نئے گستاخان رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی شقاوت قلبی وخباثت نفسی کا ثبوت دیتے ہوئے اسماعیل دہلوی کی مردہ افکار کی پھر سے زندگی بخشی، لوگوں کو اپنے حسن بیان وسحر خطاب کے ذریعہ گمراہ کرتے رہے۔

آخر اس فتنے کی سرکوبی وبیخ کنی کیلئے رب قدیر نے سرزمین بریلی شریف سے ایک عالم متبحر اور یگانۂ روزگار علامہ شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو مجدد کے تاج سے سرفراز کر کے اس دین کی تجدید کاری کیلئے بھیجا تا کہ اپنے حبیب ﷺ کا قول بھی سچا ثابت ہو کہ آقا ﷺ نے فرمایا: ان اللہ یبعث الی ہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجددلھا دینھا۔ ایسے وعدۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل وتعمیل ہوئی۔ آپ کے عزم واستقلال کے سامنے یہ تمام فتنے یعنی وھابیت، نیچریت، دیوبندیت، سلفیت، چکڑالویت، قادیانیت اور دہریت سب ریت کا تودہ ثابت ہوئیں۔ دشمنان اسلام جس مسئلہ پر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر سمجھے کہ یہ ایک ایسا مضبوط قلعہ وحصن حصین ہے کہ آسانی سے کوئی بھی اس کو نہ گرا سکے گا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سیال قلم نے اس کی ایسی دھجیاں بکھیریں کہ دشمن کا وہ مضبوط قلعہ ریت کی طرح بہہ کر زمین کی تہہ میں زمین بوس ہو گیا۔ کیا خوب کہا اعلیٰ حضرت نے

کلک رضا ہے خنجر خوں خوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں
وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے صبح قیامت تک آنے

والے سنّی مسلمانوں کو ایک مضبوط واستوارِ سنیت کی شناخت identification عطا کی، وہ ہے حسام الحرمین علی منحر الکفرو المین ۔حسام الحرمین پر ایک صدی گزرنے کے باوجود آج بھی حسام الحرمین کا پرچم لہرا رہا ہے اور خرمن باطل وایوان دیوبند و اہل ارتداد پر برق بار ہے ۔حسام الحرمین وہ ممتاز دستاویز ہے جس کے توسط سے ہم حقیقی سنیت کی پہچان بطریق سہل کرسکتے ہیں۔محدث جلیل علامہ علوی مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان کہا کرتے تھے:

نحن نعرفه بتصنيفاته و تاليفاته حبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة کہ ہم حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ان کی تصنیفات وتالیفات سے پہچانتے ہیں۔ان کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدمذہبی کی پہچان ہے۔

آج اس روح فرسا حالات میں جہاں ہر سو صلح کلیت اور اسلاف بیزاری کی تند ہوا چل رہی ہے ایسے نازک ماحول میں حسام الحرمین کی تصدیق وتائید سچی و پکی سنیت کی علامت اور پہچان ہے۔حسام الحرمین وہ ننگی تلوار ہے جس نے دیابنہ، وھابیہ اور قادیانیہ کے سر کاٹ کر رکھ دیے۔کیا خوب کہا شاعر نے

کاٹ کر رکھ دیا جس نے نجدی کا سر
ہمت اعلیٰ حضرت پر لاکھوں سلام

حسام الحرمین پر اجلہ علمائے کرام واعاظم مفتیان عظام حرمین طیبین شریفین نے تصدیقات وتقریظات لکھ کر سنیت پر احسان عظیم کیا۔جن جن علماء نے تائید وتصدیق کی ان کا شمار اس زمانے کے ناموروں یگانہ روزگار میں ہوتا تھا۔خلیل احمد سہارنپوری کے مکر وفریب سے بھری کتاب المهند على المفند معروف بنام ”عقائد علمائے دیوبند“ کی تائید کرنے والے علماء گم نام تھے یا اُن کو کوئی جانتا تک نہیں تھا۔خلیل احمد کی بہت تگ ودو کے بعد صرف چھ علماء نے لاعلمی میں تصدیق کی جن میں دو حضرات یعنی شیخ محمد مالکی ومولانا محمد علی بن حسین مالکی نے ان کے مکر وفریب پر مطلع ہونے کے بعد رجوع کرلیا۔ان میں سے ایک تو مولانا شیخ محمد صدیق افغانی الاصل مہاجر تھے پھر المہند کو حسام الحرمین کا رد، یا جواب کہنا سفاہت وحماقت سے خالی نہیں ۔کل ۳۳ یا ۳۵ علمائے عرب نے حسام الحرمین کی تصدیق کی اور علمی تقریظات سے چار چاند لگادیے پھر ۳۰۰ سے زائد برصغیر ہند وپاک کے علماء نے تائید کی۔کل ۳۵۰ سے زائد نے تصدیق کی ۔اب یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ لا تجتمع امتي على الضلالة وعليكم بالسواد الاعظم اس بات پر دال ہیں کہ آج اس نازک و پرآشوب لمحوں میں جہاں سنیت سسکیاں لے رہی ہے، وہ حسام الحرمین کی تصدیق جدید میں علمائے اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا ساتھ دیں اور اپنی سنیت کا ثبوت دیں۔ یہ وہ معیار ہے جس سے کھرے کھوٹے کا امتیاز آسان ہے ۔جن حضرات کو نئی تہذیت کی لت لگ چکی ہے وہ عموماً تصدیق جدید سے ہچکچاتے ہیں، یہ ہچکچاہٹ ان کی صلح کلیت کی روشن دلیل ہے ۔رب قدیر ہمیں ہمیشہ حق کہنے حق سمجھنے حق پھیلانے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ہمارے کچھ احباب کہتے ہیں کہ قرآن کی طرح حرف بحرف اور لفظ بلفظ تصدیق کرنے کی ضد بڑی خراب بات ہے، اس وجہ سے ہی بہت سے لوگ حسام الحرمین کی تصدیق وتائید نہیں کرتے۔ان کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے اور عرض ہے کہ اس میں جو عقائد بیان کیے گئے ہیں، ان کی تصدیق وتائید تو بہر حال ضروری ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے یہ احباب حسام الحرمین کی تصدیق وتائید اُس کے اندر مذکور عقائد ونظریات کی صحت کی بنیاد پر ضرور کریں۔ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حسام الحرمین قرآن اور حدیث نہیں کہ تصدیق پر مجبور کیا جائے اور قرآن نہیں کہ حرف بحرف اور لفظ بلفظ کی ضد سے کام لیا جائے۔

☆☆☆

☆ ناظم اعلیٰ شبیریہ عربک کالج۔منگلور کرناٹک
وائس پرنسپل شمس العلماء عربک کالج۔توڈار کرناٹک
rafeeqkolari@gmail.com
MB NO: 07090244691

جانشین رضا

جن کے تقویٰ کی قسم کھائی جاتی ہے

# محبت رسول ﷺ اور مفتی اعظم ہند

محمد امین القادری رفاعی☆

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے محبوب پاک، صاحب لولاک دانائے غیوب ﷺ کے زبان پاک ترجمان سے نکلنے والے الفاظ، آپ کے مقدس افعال واعمال کو تاقیام قیامت اپنے نیک بندوں کے ذریعے باقی رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان مقدس نفوس کے متعلق خود تاجدار انبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں، ان کی صحبت میں بیٹھنا اٹھنا گویا رسول پاک کی مجلس مبارک میں بیٹھنے کا ثواب ملتا ہے۔ ان سے مصافحہ ومعانقہ کرنے سے نبی کریم ﷺ سے مصافحہ ومعانقہ کرنے کا اجر حاصل ہوتا ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے حضور نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ان کے نورانی چہروں کی زیارت کرنے سے حضور پاک ﷺ کے جمال پرنور کی زیارت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

ان مقدس نفوس کا ہر قول وعمل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل وعمل کی سچی تصویر پیش کرتا ہے۔ ان کے زبان پاک سے نکلے ہوئے الفاظ محبت رسول سے بھرپور اور ان کے افعال وکردار میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال وکردار کی مقدس جھلک نظر آتی ہے۔ یہ نورانی جماعت ہر دور میں پائی جاتی ہے اور صبح قیامت تک نظر آتی رہی گی۔

اسی مقدس جماعت میں ایک متقی وپرہیزگار شخصیت جسے عالم اسلام تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے یاد کرتا ہے۔ ان کا قول وفعل سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس عمل وفعل کی تصویر ہوتا تھا۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا، سونا بولنا تقریر ونصیحت الغرض جملہ اعمال وافعال اپنے آقا ومولیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے مطابق ہوتے تھے، اگر کبھی بھی کسی کو خلاف شرع کوئی عمل کرتے دیکھا تو فوراً ٹوک دیا پھر ایسے پُراثر انداز سے نصیحت فرماتے کہ وہ شخص تازندگی خلافِ شرع افعال سے توبہ کرلیتا تھا۔

سرکار مفتی اعظم ہند نے اپنی پوری زندگی خدا کی رضا اور اپنے آقا ومولیٰ حضور ﷺ کی خوشنودی میں گذاردی اور جب آپ کے وصال کا وقت آیا، غسل دینے والے نے آپ کو تختہ غسل پر لٹادیا کہ اچانک ہوا چلی اور مفتی اعظم ہند کے جسم پاک پر ڈالی گئی چادر اٹھی، قریب تھا کہ بے پردگی ہوجاتی فوراً سرکار مفتی اعظم ہند کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور دھیرے دھیرے ہاتھ اٹھا جسے سب نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مفتی اعظم ہند نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے مضبوطی کے ساتھ چادر کو پکڑلیا اور اُس وقت تک نہ چھوڑا جب کفن مبارک نے آپ کو زیب تن نہ کیا۔

یہ تقویٰ شعار زندگی کا نتیجہ تھا جسے آپ نے صبح قیامت تک آنے والے اپنے تمام مریدین ومتوسلین اور خلفا کو بتادیا کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ اپنے آقا ومولیٰ حضور ﷺ کے فرمان عالی شان کو اپنے پیش نظر رکھنا، اُس کے مطابق زندگی گزارنا اور اُسی پر عمل کرتے ہوئے اپنی جان اللہ رب العزت کے حوالے فرمادینا۔

یہ چند سطریں لیاقت ملت، خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری مدظلہ العالی کے حکم پر تحریر کردی ہے کہ آقائے نعمت پیرومرشد علیہ الرحمہ کی بارگاہِ عالی میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے والوں کی فہرست میں مجھ جیسے گنہ گار کا نام بھی شامل ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

☆حضرت اکبر شہید ٹیکرہ، سورت (گجرات)
09909279083

# بزم سخن

## نماز قبر کی تاریکیوں میں یاور ہے

نماز نور و ضیائے نگاہِ سرور ہے
نماز سچ ہے رضائے خدائے برتر ہے
نماز روحِ عبادت سرورِ سرور ہے
نماز وجہِ سکونِ قلوبِ مضطر ہے
نماز تحفۂ خاصِ خدائے اکبر ہے
نماز قبر میں نورِ رخِ پیمبر ہے
پڑھو نماز ڈھلیں گے سبھی گنہ یارو
نماز بہر طہارت بڑا سمندر ہے
نماز ہی سے ملا ہم کو راہِ حق کا پتہ
نماز راہِ محبت کا ایک رہبر ہے
نماز نبیوں نے بھی اپنے طور سے ہے پڑھی
نماز حُسنِ ادائے حبیبِ داور ہے
نماز تحفۂ محبوب ربِّ تعالیٰ ہے
نماز قبر میں نورِ رخِ پیمبر ہے
نماز ہی سے ملی روحِ بندگی کو جلا
نماز ہی تو دلوں کی غذائے خوشتر ہے
نماز روئے بشر کا حسین غازہ ہے
نماز جسمِ شریعت کا ایک زیور ہے
نماز ہی تو دلِ بیکساں کی راحت ہے
نماز مرہمِ زخمِ قلوبِ مضطر ہے
پڑھو نمازیں مساجد میں جا کے با اخلاص
نماز یارو ادائے حبیبِ داور ہے
نماز ہی نے تو باطن کو روشنی دی ہے
نماز عرشِ مُعلّیٰ کا تاجِ انور ہے
نماز خلقِ پیمبر کا آئینہ بھی ہے
نماز خنکیٔ چشمِ حبیبِ داور ہے
نماز بغض و عداوت کو دور کرتی ہے
نماز اُنس و محبت کا ایک پیکر ہے
پڑھو نماز سدا جی لگا کر اے لوگو
نماز قبر کی تاریکیوں میں یاور ہے
نماز ظلم کے پیڑوں کے واسطے ہردم
ہوائے شعلہ فشاں اور بادِ صرصر ہے
نمازیں پڑھتا ہے جو دل سے مسجدوں میں سدا
اُسی پہ فضلِ خدا کا نزول اکثر ہے
نمازیں پڑھنے کے باعث علیِّ بیکس پر
نگاہِ لطف و عطائے حبیبِ داور ہے

**نتیجۂ فکر**

علی احمد سیوانی (علی گڑھ) موبائل 9319879218

## تضمین بر سلامِ رضا بریلوی

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مصطفٰی شانِ قدرت پہ طبعاً درود
ما ورائے بصیرت پہ عقلاً درود
اصلِ بنیادِ خلقت پہ اصلاً درود
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مصطفٰی گوہرِ نام دارِ حرم
باعثِ نازشِ روزگارِ حرم
زینتِ حل و تزئینِ کارِ حرم
شہر یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
ظلمتِ شب رہی نہ رہا اس کا چاند
سچ ہے گہنا گیا کفر و طغوٰی کا چاند
بلکہ گم ہو گیا شرک و فتنہ کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
کون ہے جس پہ رحمت کا سایہ نہیں
ان پہ دربار میں گرچہ آیا نہیں
کس کو شکوہ ہے کہ اس نے پایا نہیں
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
مصطفٰی شانِ والا پہ دائم درود
ناظرِ حق تعالیٰ پہ دائم درود
صف اقصٰی کے اعلیٰ پہ دائم درود
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

## شاعر حضرات اِن موضوعات پر نظم ارسال کریں

(۱) یوم ولادت رسول، عید میلاد النبی عالمی امن وشانتی کا دن ہے
(۲) مجدد دین اسلام کی منظوم فہرست (۳) امامت اور قیادت کیا چیز ہے؟
(۴) صوفیہ کا مذہب خدمت خلق اور سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت

# منقبت در شان اقدس

**حضرت سیدنا سرکار امیر ابوالعلاء احراری اکبرآبادی قدس سرہ**

(م۹۹۰ھ ـــــــــــــــ ۱۰۶۱ھ)

بے مثل ہے تو ، ہیں ترے انداز نرالے اے آگرے والے
رُخ چاند ہے یہ گیسو، ہیں اُس چاند کے ہالے اے آگرے والے

طوفان ہے دریا میں بپا رات ہے تاریک ، گن ٹوٹ گئے ہیں
یہ کشتیٔ دل اب تو ہوئی تیرے حوالے اے آگرے والے

آوارۂ و سرگشتہ ہوں صحرائے طلب میں ، رستہ مجھے بتلا
طاقت نہ رہی پاؤں میں تلوؤں میں، میں چھالے اے آگرے والے

افسوس کہ غفلت میں کٹی ساری جوانی اب مرنے کی ٹھانی
تو آ دمِ آخر میری بگڑی کو بنالے اے آگرے والے

گرنے کو ہے اب چاہِ بلا میں ترا اکبؔر ہے مضطر و ششدر
تو ہی نہ سنبھالے گا تو پھر کون سنبھالے اے اگرے والے

**نتیجۂ فکر**

حاجی الحرمین شریفین حضرت علامہ سید شاہ محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری قدس سرہ

# منقبت درشانِ اعلیٰ حضرت

جناب غوث اعظم کی عطا احمد رضا تم ہو　　جہان اہل سنت کی ضیا احمد رضا تم ہو
شہیر خالدی بتلائے کیا احمد رضا تم ہو　　حبیب کبریا کا معجزہ احمد رضا تم ہو
بہت مضبوط عمدہ قافیہ احمد رضا تم ہو　　قصیدے کی ردیف خوشنما احمد رضا تم ہو
ہماری آرزو و التجا احمد رضا تم ہو　　ہماری جستجو و مدعا احمد رضا تم ہو
تخیل میں جو رہتا ہے سدا احمد رضا تم ہو　　تصور میں جو ہے جلوہ نما احمد رضا تم ہو
زہے قسمت چراغ وچشم برکاتی گھرانے کا　　میاں سرکار نوری نے کہا، احمد رضا تم ہو
شفاعت مصطفیٰ فرمائیں گے لیکن ہمیں ان تک　　جو روزِ حشر بھی لے جائے گا احمد رضا تم ہو
فقہ حنفی کے لاکھوں مسئلوں پر گیارہ جلدوں میں　　فتاویٰ رضویہ جس نے لکھا احمد رضا تم ہو
محبت کیا ہے اور کیسے کریں سلطانِ عالم سے　　سبق یہ جس نے ہم سب کو دیا احمد رضا تم ہو
شہیؔر کھیروی کے دل سے یہ آواز آتی ہے　　ہمارے رہنما بے شک شہا احمد رضا تم ہو

**نتیجۂ فکر**: شہیؔر رضوی کھیروی، سیدواڑہ، کھیری (یوپی)

نجم و شمس و قمر آسمان و زمیں
ہر ملک ہر فلک ہر مکان و مکیں
حور و جن و بشر ہر چنان و چنیں
عرش تا فرش ہے جن کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ہے ہماری شریعت نظامِ حنیف
جس نے مہکا دیا ہے مشامِ حنیف
یعنی چاروں ذواتِ کرام حنیف
شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

عبد قادر وہ شہزادۂ مصطفےٰ
چشمۂ سلسبیل درِ مرتضیٰ
سربراہِ ولایت سراج الہدیٰ
غوث اعظم امام التقی و النقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جب کہ در پیش وہ حالت بد ہو اور
اس پہ انذار و تحدید بے حد ہو اور
حرز جاں صرف ذاتِ محمد ہو اور
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

سارا محشر ہو مصروف مدح و ثنا
اور رہے ہر طرف شورِ صل علیٰ
بس اُسی وقت مجھ سے بفضل خدا
کاش خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

جھوم کر جب سنائیں سلام رضا
میری تضمین بھی بر کلامِ رضا
ساتھ پڑھتے رہیں سب غلامِ رضا
گنگنائے فنا بھی بنام رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

**نتیجۂ فکر**

مولانا محمد ذاکر حسین نوری فنؔاء القادری مصباحی

رابطہ نمبر: 9391321727

آخری سفر

دارالعمل سے روانگی

# ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

حامد رضا علیمی☆

اس زوال پذیر دنیا میں کچھ ایسے حادثات وسانحات بھی رونما ہوتے ہیں جو ہماری توجہ کا مرکز بننے کے ساتھ ہی ہمارے دلوں پر رنج وغم کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں جن کی کسک زندگی کی آخری سانس تک باقی رہتی ہے، انہیں میں سے ایک سانحہ استاذ N.C. عبد الرحمٰن نور اللہ مرقدہ کے انتقال وارتحال کا ہے جس کے صدمے سے بالعموم تمام مسلمانان کیرلا اور بالخصوص اساتذہ وابنائے سعدیہ آخر دم تک دست بردار نہیں ہوسکتے۔

آپ کی ولادت باسعادت کیرلا کے ساحل سمندر پر واقع ایک زرخیز قصبہ تھرور (Tirur) سے متصل ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہوئی، آپ نے ابتدائی نحو وصرف کی تعلیم اپنے گاؤں ہی میں حاصل کی، ایام طفولیت سے ہی آپ ذہین وفطین، سریع الفہم اور علم دوست تھے، یہی سبب تھا کہ علاقہ میں اعلی تعلیم کے اسباب کی عدم سہولت کی بنا پر آپ نے اپنے آبائی وطن کو خیرآباد کہتے ہوئے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کی دنیا میں غیر معمولی شہرت کے حامل اس دور کے مرکز علم و فن جامعہ سعدیہ عربیہ (عربی یونیورسٹی، کاسرگوڈ، کیرلا) کے دامن سے وابستگی اختیار کی اور تقریبا دس سال تک گلستان سعدیہ کی مختلف شاخوں سے خوشہ چینی کرتے رہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو اعلی ذہانت اور بے مثال قوت حافظہ سے نوازا تھا، نحو وصرف ودیگر علوم کے انتہائی مغلق اور پیچیدہ مسائل جن کی عقدہ کشائی سے دیگر طلبہ عاجز وقاصر رہتے، آپ بآسانی اس مسئلہ کا حل تلاش فرما لیتے، یہی سبب تھا کہ ابھی سعدیہ کے صحن میں قدم رکھے ہوئے کچھ وقفہ ہی گزرا تھا اور مکمل طور پر یہاں کے بام ودر سے آشنائی بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ اساتذہ کرام کے محبوب نظر ہو چکے تھے، بالخصوص نور العلماء M.A. استاذ عبد القادر نور اللہ مرقدہ (بانی جامعہ سعدیہ عربیہ) کے نزدیک آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی ذہانت وفطانت، فراست ودانائی، زود فہمی اور انداز درس وتعلم کو دیکھتے ہوئے انہوں نے آپ کو بیک وقت دو مختلف جماعتوں میں درس حاصل کرنے کی اجازت عطا فرمادی تھی۔ سریع الفہمی کے ساتھ پروردگار نے آپ کو بے مثال قوت تفہیم سے بھی سرفراز فرمایا تھا، آپ کے ہم سبق طلبہ بلکہ دیگر جماعت کے متعلمین بھی اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے اور مغلق عبارتوں کی عقدہ کشائی کے لیے آپ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ خود استاذ عبد اللطیف سعدی (جو تقریبا بارہ برس کے طویل عرصہ تک آپ کے ہم نوائے درس رہے) بیان فرماتے ہیں ”آپ زمانہ طالب علمی میں بھی طلبہ کے مرکز نگاہ تھے کہ جب ہمیں درسی کتاب میں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو ہم آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ انتہائی سلیس اور سہل طریقہ سے مسائل کا حل فرما دیتے۔“

آپ کے سینے میں جہاں حصول تعلیم کا جذبہ موجزن تھا وہیں اساتذہ کا ادب واحترام اوران کی کفش برداری آپ کی زندگی کا خاصہ تھی، یہی وجہ تھی کہ جہاں آپ اساتذہ کے محبوب نظر تھے وہیں طلبہ کے درمیان بھی آپ کی حیثیت نمایاں نظر آتی تھی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تقریبا ایک دہائی تک گلستان سعدیہ کی مشک بار ہواؤں سے اپنی روح کو معطر کرتے اور خرمن علم وفن سے اپنا حصہ لیتے رہے۔ جامعہ سعدیہ کی سرحدوں میں رہتے ہوئے آپ نے بیس سے زائد اساتذہ کی بارگاہ سے شرف تلمذ حاصل کرتے ہوئے مختلف علوم وفنون کی حصول یابی فرمائی، آپ کے موقر اساتذہ کے صف میں ایم۔ اے استاذ نور العلماء، نبراس العلما اے۔ کے عبد الرحمٰن، استاذ کے۔ کے حسین باقوی اور شیخ الادب عبید اللہ سعدی سرفہرست نظر آتے ہیں۔

جامعہ سعدیہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد مزید حصول تعلیم کی غرض سے ندوۃ العلما لکھنؤ میں داخلہ لیا۔دو سال تک وہاں رہ کر محنت و کاوش اور جاں فشانی سے عربی زبان و ادب میں غضب کی استعداد حاصل کر کے وہاں کے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان نمایاں مقام حاصل کرلیا تھا۔

فراغت کے معا بعد آپ کی استعداد و قابلیت کو دیکھتے ہوئے نور العلما نے جامعہ سعدیہ میں خدمت تدریس کے لیے منتخب فرمالیا، اور آپ بھی بصد شوق لبیک کہتے ہوئے اس لالہ زار کو اپنی علمی بہار سے مزید سرسبز و شاداب کرنے میں مشغول ہو گئے جس سے دس سالوں تک اپنی روح کو مہکاتے رہے اور مختلف گلہائے علم وفن کو اپنے دامن میں سموتے رہے۔ چند سال تک مادر علمی میں خدمت تدریس انجام دینے کے بعد خانگی ضروریات کی بنا پر آپ کو بیرون ملک کا سفر کرنا پڑا۔تقریبا دس سال تک وہیں کسب معاش میں مشغول رہے، اس طویل مدت میں بارہا آپ کے قلب وذہن میں درس و تدریس کا شوق انگڑائیاں لیتا رہا لیکن حوادث زمانہ کے پیش نظر اپنے شوق کو حقیقت کا پیراہن نہ پہنا سکے لیکن جیسے ہی آپ کی ضرورتیں پوری ہوئیں فورا آپ نے رخت سفر باندھا اور اپنے دیرینہ مشغلہ کی طرف اپنی تمام تر توجہات کو مبذول کر لیا۔ پھر سے سعدیہ کے در و دیوار کو اپنے خوشبوؤں سے مہکانے لگے اور اپنی علمی ضیا پاشیوں سے اس کے بام و در کو چمکانے لگے۔

تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت کا رنگ بھی آپ کی زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے، آپ نہایت منکسر المزاج، سلیم الطبع، قلیل المقال، پابند صوم و صلات اور تہجد گزار تھے، آپ کی زندگی کو دیکھنے کے بعد یوں لگتا ہے جیسے آپ کا خمیر انہیں اوصاف حمیدہ سے تیار کیا گیا ہے اور فطرت نے یہ تمام تر اوصاف و مکارم آپ کے اندر ودیعت کر دیا ہے۔زندگی کے شب و روز اپنی رفتار کے ساتھ گزر رہے تھے، درس و تدریس کا سلسلہ اپنی ہم آہنگی کے ساتھ رواں دواں تھا کہ زندگی نے کروٹ لی اور حالات نے پلٹا کھایا۔

۷؍ستمبر کا آخری پہر تھا جب افق آسمان پر دن بھر کا تھکا ماندہ مسافر شفق کی سرخیوں کے در پردہ اپنی منزل کا رخ کر رہا تھا، اچانک آپ کی طبیعت میں غیر معمولی تبدیلی ہوئی، جس کی بنا پر آپ کو فورا معالجہ کے لیے ماہر اطبا کی زیر نگرانی I.C.U. میں داخل کرایا گیا، لیکن نوشتہ تقدیر کچھ اور ہی تھا، ہزار ہا کوشش کے باوجود آپ شفایاب نہ ہو سکے، اور آخر کار کل نفس ذائقة الموت کی تفسیر بن کر اپنے علم کی ضیا پاشیوں سے لوگوں کے دلوں کو منور کرنے والا، ہزاروں تشنگان علوم کو سیراب کرنے والا وہ آفتاب علم وفن ہم سب کو بھیگی پلکوں کا بوجھ دے کر ۹ ستمبر ۲۰۱۵ء کی رات میں غروب ہو گیا۔انا لله و انا الیه راجعون۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

☆استاذ جامعہ سعدیہ عربیہ کاسر گود، کیرلا

## علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی کا وصال ہو گیا

۱۱؍ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز شنبہ ماہ نامہ ''رضائے مصطفےٰ'' گوجرانوالہ پاکستان کے بانی مدیر حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی کا وصال ہو گیا۔اِنا لله وانا الیه راجعون۔

آپ کی خدمات کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہے۔محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد خاں رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشد و نامور تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کا کردار نمایاں رہا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کی مغفرت فرمائے۔آمین (ادارہ)

روحانی علاج

# حل المشکلات

خط وکتاب کا پتہ
۴۹۰۰، گلی مفتی صاحب
والی، باڑہ ہندوراؤ، دہلی ٦
فون نمبر: 011-23626129

قاضی اہل سنت، مفتی اعظم دہلی حضرت مفتی محمد میاں ثمر دہلوی

حضرت مفتی صاحب قبلہ! سلام مسنون

آپ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ میری والدہ کا نام احمدی خاتون بنت سائرہ بانو ہے، تقریباً پچھلے ایک دہائی سے والدہ کو لے کر ہم لوگ کافی پریشان رہتے ہیں، والدہ محترمہ بشمول کمر، پیٹھ، آنکھ، سینہ، پاؤں کی ہڈیوں کے تمام بدن کے درد میں مبتلا رہتی ہیں، متعدد اوقات میں مختلف ڈاکٹروں کے ذریعہ تین چار مرتبہ پورے طور پر چیک بھی کروایا مگر کوئی بیماری تشخیص نہیں ہوتی ہے، ڈاکٹر تھک ہار کر یہ لکھتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ گیس کی بیماری ہے، پچھلے دس سالوں سے دوا کھاتے کھاتے اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں ان دواؤں کا سائڈ افیکٹ نئی بیماریاں نہ پیدا کردے، صرف ڈاکٹر اور دوائیاں بدلتی ہیں، مرض ختم نہیں ہوتے، بعض دواؤں سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب تک دوا چلتی رہتی ہے بیماری کم ہوجاتی ہے اور جیسے بند ہوتی ہے فوراً بڑھ جاتی ہے، اسی طرح ہم اپنے چھوٹے بھائی کے سلسلے میں بھی کافی پریشان رہتے ہیں، چچا کے سالہ نے اپنی لڑکی کے ذریعے اسے پھانس رکھا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ہمارا بھائی اپنے بس میں نہیں، بارہا ایسا ہوا کہ گھر والوں کے سمجھانے پر سم کارڈ توڑ دیا، اس سے بات چیت بند کردی مگر پھر دوبارہ بات چیت شروع کردی، اس نے گھر والوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ آپ کی ذات سے امید ہے کہ دونوں الجھنوں سے ہمیں چھٹکارا دلانے کی کوشش کریں گے، ان شاء اللہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلی ضروری بات یہ ہے کہ ۷۸٦ کے ساتھ بانوے لکھتے ہیں یہ بے ادبی ہے، اسے ترک کریں۔ آپ کی والدہ صاحبہ کے علاج کے لیے تاایام علاج ان کا قیام دہلی میں ہو تو سہولت رہے گی اور چھوٹے بھائی کے لیے گھر کے کسی صحیح العقیدہ پابند شرع فرد کا انتخاب کریں کہ جو کچھ بتایا جائے وہ حسب ہدایت روزانہ پانی وغیرہ پڑھ کر کھانے پینے کی چیزوں میں اسے دیتے رہیں۔ ان چیزوں کو گھر کے لوگ بھی کھاپی لیں تو کوئی حرج نہیں۔ جوانی، دیوانی ہوتی ہے۔ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔ آپ اگر بھائی کو سمجھا بجھا کر روک لیں تو چشم نرگس کو بھی تو اس طرف سے پھرنا ضروری ہے۔ درپیش کا جائزہ لے کر حسن تدبیر کی بھی ضرورت ہے۔

نوٹ: فولاد کی تین چار انچ کی چھری تیز دھار کی نوک دار بنوا کر لائیں۔ پڑھ کردیں گے اور طریقۂ استعمال بتائیں گے۔

☆☆☆

حضرت مفتی صاحب قبلہ......السلام علیکم

میرا نام محمد مدنی قاضی ابن مہر والنساء ہے۔ ہم کل چار بھائی اور ایک بہن ہیں جس میں میرا نمبر ۲ ہے۔ دو بڑے بھائی کی شادی ہوچکی ہے میری شادی تقریباً ۴ سال پہلے ہوئی تھی ایک سال بعد طلاق ہوگئی اس کے بعد آج ۳ سال سے جہاں کہیں بھی رشتے کی بات چلاتے ہیں، بات نہیں بنتی۔ آج ۳ سال گزر چکے ہیں میری اس پریشانی کا آپ علاج فرمائیں۔ دعا تعویذ جو آپ مناسب سمجھیں کرم فرما کر اپنے دامن کرم میں جگہ دیں۔

محمد مدنی ابن ابوالقاسم قاضی

محمد مدنی سلمہ......علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تم اپنی شادی کی تیاری پوری رکھو مگر کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔ ہر سنیچر کو بکرے کی سری اور چاروں پائے سالم لے کر اچھی طرح غسل اور وضو کر کے کسی پرانے اور اہل سنت کے مانے ہوئے بزرگ کی درگاہ شریف پر حاضر ہوکر مزار شریف پائیں داہنے کونے میں مزار سے لگا کر رکھ کر ذرا ہٹ کر ادب سے بیٹھ کر پہلے فاتحہ پڑھو پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قل ۷۔۷ بار مع اول وآخر درود شریف پڑھ کر اس پر دم کر کے اپنے اوپر سے سات بار وار کے اپنے کسی قریبی آدمی کے

ہاتھ دریا میں ڈلوادیا کرو۔ جیسے جیسے فائدہ محسوس کرو بطورِ شکر کچھ خیرات کردیا کرو۔ یہی ہر نماز کے بعد کسی سے بولے بغیر پڑھ کر اپنے سینہ پر پھر پانی کی بوتل پر پھر دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے اپنے جسم پر پھیر لیا کرو۔ رابطہ کر کے حال بتاتے رہو۔

☆☆☆

حضرت مفتی صاحب قبلہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں کئی سالوں سے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوں اور مختلف پریشانیوں میں گھرا ہوا ہوں۔ بیماری اس طرح ہے کہ ایک کا علاج کراتا ہوں تو دوسری بیماری آجاتی ہے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرایا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ بدن بہت کمزور ہوتا جارہا ہے اور چہرے پر اس طرح سے پھنسیاں نکلتی ہیں کہ پورا چہرہ سوجھ جاتا ہے۔ باہر آنے جانے میں بڑی شرم محسوس ہوتی ہے۔ مختلف عاملوں کو دکھایا تو کسی نے کہا کہ آپ پر جادو کردیا گیا ہے کسی نے کہا کہ آپ پر جنات وخبیث کا سایہ ہے۔ میں کافی پریشان ہوں۔ اس وقت سب سے بڑی پریشانی میرے ساتھ یہ ہے کہ جب نماز یا کہیں سفر یا کسی شادی وغیرہ کے موقعہ پر جانا ہوتا ہے تو مجھے استنجاء (پاخانہ) کی حاجت ہوجاتی ہے میں ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہوں اور تقاریر کے سلسلہ میں مجھے دوسرے شہر میں جانا ہوتا ہے۔ اس پریشانی کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں سب جگہوں سے تھک کر اب میں آپ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ میری پریشانی کا حل بتا کر مجھے ان تکالیف سے نجات عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان میں سرخروئی عطا فرمائے اور آپ کو حوادث زمانہ سے محفوظ ومامون رکھے۔ آمین

علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک چھوٹی سی چھری پکے لوہے کی بنوا کر تازہ وضو کرنے کے بعد اس پر فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ اس پر تین سو ساٹھ بار یہ پڑھ کر مع اول وآخر درود قہری ۷-۷ بار، ہر بار دم کر کے محفوظ رکھو اور نیا چاند ہونے کے بعد پہلی تاریخ سے کوئی وقت مقرر کر کے روزانہ تازہ وضو کرنے کے بعد بارہ مرتبہ پانی کاٹ کر پیا کرو۔ ہر بار کاٹنے کے بعد پینا ہے کاٹتے اور پیتے وقت کوئی نہ دیکھے۔ جیسے جیسے فائدہ محسوس کرو تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے شکر کے طور پر میٹھی چیز پر فاتحہ دے کر چھوٹے بچوں کو بانٹ دیا کرو۔ رابطہ رکھ کر حال بتاتے رہو۔

نوٹ: نئے چاند پر کورس کا سامان بھی پڑھوا کر شروع کرنا ہے۔

☆☆☆

حضرت مفتی صاحب قبلہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناچیز ادھر کچھ دنوں سے چند عوارض جسمانی کا شکار رہتا ہے۔ علاج تجویز فرمائیں کرم ہوگا۔ کچھ مذہبی وسماجی ذمہ داریاں نیز تجارتی وخانگی مصروفیات کی وجہ سے کبھی کبھی ذہن پر ایسا بوجھ پڑتا ہے کہ قوت فیصلہ جواب دی جاتی ہے اور افہام وتفہیم کی صلاحیت مفقود ہوجاتی ہے۔ مجلسی گفتگو میں حصہ لیتے وقت زیادہ تر خاموشی رہتی ہے۔ ذہنی طور پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ذہن کو باندھ دیا گیا ہو۔ کمر میں اور جوڑوں میں درد کی شکایت رہتی ہے صبح اٹھنے کے بعد کمر میں زیادہ درد معلوم ہوتا ہے اور طبیعت میں بجائے نشاط کے تکدر سا رہتا ہے۔ ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ آپ دوزانوں یا اکڑوں نہ بیٹھیں بلکہ کرسی پر پیر لٹکا کر اس طرح بیٹھیں کہ پیر زمین پر ٹکے ہیں۔ گھر میں کوئی نہ کوئی بیمار ہی رہتا ہے بلکہ بیوقت کئی کئی لوگ بیمار ہوجاتے ہیں مستقل علاج چلتا رہتا ہے جس سے کافی پیسہ خرچ ہورہا ہے۔ حضرت یہ دیکھیں کہ کسی نے سحر وغیرہ تو نہیں کرادیا ہے اس لیے کہ ادھر کاروباری حالت بھی کچھ دنوں سے کچھ خاص بہتر نہیں رہتی حضرت اکرم فرماتے ہوئے روحانی وجسمانی علاج تجویز فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔ فقط والسلام

مخلصم مولانا قادری......وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ پر مسلسل سفلی عمل کرایا جارہا ہے۔ بدعقیدگی کو سنیت کی صلاح وفلاح گوارہ نہیں ہے۔ لیکن بحمدہٖ القوی العزیز لن یضروا کم الا اذیٰ۔

آپ ان مخالفانہ سرگرمیوں کو ناکام وبے اثر کرنے کے لیے کالے اڑد اور ہرے لیمو کا عمل جاری رکھیں ان شاء اللہ المستعان یہ شکایات جلد دور ہوجائیں گے، فائدہ حاصل ہوجانے پر آپ میٹھی چیز پر فاتحہ دے کر چھوٹے چھوٹے بچوں کو بطور شکر بانٹ دیا کریں جمعرات کو عصر کے بعد آپ فون پر اچھی طرح اطمینان دلا کر کہ آپ ہی بول رہے ہیں معلوم کرلیں جو دریافت کرنا ہو۔

●●●

آبروئے اہل سنت ایشیا کی معروف ومقبول عظیم دانش گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبہ کی ایک نئی پیش رفت

# سالنامہ **باغِ فردوس** اشرفیہ مبارک پور کا

## مجددین اسلام نمبر

سال رواں (۲۰۱۵ء) طلبۂ جامعہ اشرفیہ کی جانب سے ایک سال نامہ بنام ''باغ فردوس'' نکلنے جا رہا ہے جو تقریباً سو منتخب طلبۂ اشرفیہ کے مضامین پر مشتمل ہوگا۔ ان شاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ہر سال عرسِ حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے حسین موقع پر منفرد موضوع پر نظر نواز ہوگا۔ امسال کا عنوان ہے ''مجددین اِسلام نمبر'' جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز سے لے کر امام احمد رضا تک کے تقریباً بہتر مجددین اِسلام کے حالات اور ان کے تجدیدی کارنامے پڑھنے کو ملیں گے۔ حضرت علامہ محمد احمد مصباحی (ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ) حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی (المجمع الاسلامی مبارک پور) حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی (صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ) اور دیگر اساتذۂ اشرفیہ مدظلہم العالی کی نگرانی میں کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عرس حافظ ملت علیہ الرحمہ کے موقع سے اس کا اجرا عمل میں آئے گا۔ مجددین کی فہرست ملاحظہ فرمائیں:

**پہلی صدی:** ☆عمر بن عبدالعزیز (۶۱، ۱۰۱ھ) ☆محمد بن سیرین (۳۳، ۱۱۰ھ) ☆ابو سعید حسن بصری (۲۲۔۱۱۰ھ) **دوسری صدی:** ☆محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰۔۲۰۴ھ) ☆علی رضا بن موسیٰ کاظم (۱۵۳۔۲۰۳) ☆یحییٰ ابن معین (۱۵۸۔۲۳۳ھ) ☆اشہب مالکی (۱۵۰۔۲۰۴ھ) ☆معروف بن فیروز کرخی (۔۲۰۱ھ) حسن بن زیاد (۔۲۰۴) امام احمد بن حنبل (۱۶۴۔۲۴۱) **تیسری صدی:** جنید بغدادی (۔۳۰۲) ابوالحسن اشعری (۲۶۰۔۳۲۴) ابوالعباس بن شریح شافعی (۲۴۹۔۳۰۶) امام نسائی (۲۱۵۔۳۰۳) ابو جعفر طحاوی (۲۳۹۔۳۲۱) محمد بن جریر طبری (۲۲۴۔۳۱۰) ابو منصور ماتریدی (۳۳۳) **چوتھی صدی:** اسماعیل بن حسین بیہقی (۔۴۰۲) ابو حامد اسفرائنی (۳۴۴۔۴۰۶) ابو الطیب سہل بن محمد صعلوکی (۔۴۰۴) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائنی (۔۴۱۸) ابو الحسین احمد القدوری (۳۶۲۔۴۲۸) ابو نعیم اصفہانی (۳۳۶۔۴۳۰) امام ابو بکر باقلانی (۳۳۸۔۴۰۳) خلیفہ قادر باللہ (۳۵۵۔۴۴۲) **پانچویں صدی:** محمد بن محمد غزالی (۴۵۰۔۵۰۵) حسین بن محمد راغب اصفہانی (۔۵۰۳) ابو محمد حسین بن مسعود بغوی فراء (۴۳۳۔۵۱۶) عمر بن محمد نسفی (۴۶۱۔۵۳۷) غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی (۴۷۰۔ ۵۶۱) خلیفہ مستظہر باللہ (۴۴۰۔۵۱۲) **چھٹی صدی:** محی الدین اکبر ابن عربی (۵۶۰۔۶۳۸) خواجہ معین الدین چشتی (۵۲۷۔۶۳۳) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (۵۰۵۔۶۳۳) فخر الدین رازی (۵۴۴۔۶۰۶) عز الدین علی بن محمد بن اثیر (۵۵۵۔۶۳۰) **ساتویں صدی:** تقی الدین ابن دقیق العید (۶۲۵۔۷۰۲) محمد بن منظور افریقی (۶۲۰۔۷۱۱) خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی (۶۳۶۔۷۲۵) تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری (۷۰۹) **آٹھویں صدی:** زین الدین عراقی (۷۲۵۔۸۰۶) خواجہ شمس الدین جزری (۷۵۱۔۸۳۳) سراج الدین بلقینی (۷۲۴۔۸۰۵) سید شریف جرجانی (۷۴۰۔۸۱۶) **نویں صدیں:** جلال الدین سیوطی (۸۴۹۔۹۱۱) شمس الدین عبدالرحمٰن سخاوی (۸۳۱۔۹۰۲) نور الدین علی بن احمد سمہودی (۸۴۴۔ ۹۱۱) ابو بکر خطیب قسطلانی (۸۵۱۔۹۲۳) محمد بن احمد حمزہ شہاب الدین رملی (۹۱۹۔۱۰۰۴) **دسویں صدی:** محمد بن صالح بن محمد غزی تمرتاشی (۱۰۳۵) علی بن محمد بن علی بن غانم مقدسی (۹۲۰۔۱۰۰۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸۔۱۰۵۲) ملا علی قاری ہروی (۱۰۱۴) میر عبدالواحد بلگرامی ۹۱۵۔۱۰۱۷) **گیارہویں صدیں:** شیخ احمد سرہندی (۹۷۱۔۱۰۳۴) محمد بن عبدالباقی زرقانی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲) ملا احمد جیون (۱۰۴۷۔۱۱۳۰) ملا محب اللہ بہاری (۱۱۱۹) شیخ عبدالغنی نابلسی (۱۰۵۰۔۱۱۴۳) شیخ کلیم اللہ چشتی ولی جہان آبادی (۱۰۶۰۔۱۱۴۲) شیخ غلام نقشبند گھوسوی، لکھنوی (۱۰۵۲۔۱۱۲۶) محی الدین اورنگ زیب عالم گیر (۱۰۲۸۔۱۱۱۸) **بارھویں صدی** : شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹۔۱۲۳۹) بحر العلوم عبدالعلی فرنگی محلی (۱۱۴۴۔۱۲۲۵) شیخ غلام علی دہلوی (۱۱۵۸۔۱۲۴۰) **تیرھویں صدی** : محبّ الرسول عبدالقادر بدایونی (۱۲۵۳۔ ۱۳۱۹) شیخ الاسلام انوار اللہ فاروقی (۱۲۶۴۔۱۳۳۶) سید احمد بن زینی دحلان مکی (۱۲۳۲۔۱۳۰۵) چودھویں صدی: امام احمد رضا بریلوی (۱۲۷۲۔۱۳۴۰) شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی (۱۲۵۶۔۱۳۵۰)

**من جانب:** تنظیم پیغامِ اسلام (طلبہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)

محمد ابو ہریرہ رضوی 9889283697، ظفر الدین صدیقی 8799173488، فیضان سرور 9956740487

# خودکشی کرنے والوں کو موت کے بعد بھی راحت نہیں

جب کوئی شخص اپنے ہاتھوں کسی بھی ذریعے سے اپنی زندگی ختم کرتا ہے تو اس کا یہ عمل خودکشی کہلاتا ہے۔اسلام نے خودکشی کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور حرام موت مرنے والے کے لیے دائمی جہنم کی سزا سنائی ہے۔مذہب اسلام دنیا کا وہ پہلا مذہب ہے جس نے خودکشی کرنے والوں کو مرنے کے بعد بھی عذاب کا سزاوار بتایا ہے۔اسلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعے خودکشی کرنے کے تمام اسباب و وجوہات کو خارج از امکان قرار دیا ہے۔اسلام انسانیت کا درس دیتا ہے۔ان فکری جملوں کا اظہار ۵؍ستمبر بروز سنیچر بعد نماز عشاء، سلام چا چا روڈ نیا اسلام پورہ مالیگاؤں میں عالمی تحریک سنّی دعوت اسلامی کے زیر اہتمام منعقد تین روزہ اجلاس بنام ''اسلام اور خودکشی'' میں حضرت مولانا الحاج سید محمد امین القادری (نگراں سنّی دعوت اسلامی) نے کیا۔شہر مالیگاؤں میں گزشتہ کچھ دنوں سے خودکشی کے کئی واقعات رونما ہوئے۔ان حادثات کی روک تھام کے لیے سنّی دعوت اسلامی نے شہر کے تین الگ الگ مقامات پر اجتماعات کا انعقاد کیا تا کہ لوگوں میں پائی جارہی برائی کا خاتمہ ہو۔

اجلاس کے تیسرے دن خطاب کرتے ہوئے مولانا موصوف نے حدیث رسول ﷺ کا مفہوم بیان کیا کہ جس کسی نے دھاردار ہتھیار سے خود کو قتل کیا وہ دوزخ میں جا کر اپنے پیٹ میں وہ ہتھیار ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔جس کسی نے زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کیا وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں زہر پیتا رہے گا۔جس نے پہاڑ سے کود کر اپنے آپ کو ہلاک کیا وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اوپر سے نیچے گرتا رہے گا جس سے اسے رہائی نہیں ملے گی۔غرضیکہ جس چیز سے خودکشی کی جائے گی مرنے والے کو حشر کے میدان میں اسی سے عذاب دیا جائے گا۔خودکشی کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اکثر لوگ غصے کی حالت میں خودکشی کرتے ہے جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ سب سے طاقتور انسان وہ ہے جو اپنے غصے کو پی جائے، ساتھ ہی حضور ﷺ نے غصہ دور کرنے کی ترکیبیں بھی بیان فرمائی۔دوسری وجہ کچھ لوگ مرض کی شدت یا بیماری کی بے حد تکلیف ہونے کے سبب خودکشی کرتے ہیں۔جب کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ مومن کو تھکان پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتا ہے۔مومن کی تکلیف اس کے گناہوں کو دور کرتی ہے۔ایک مجاہد بڑی بے باکی اور بہادری کے ساتھ لڑ رہا تھا مگر اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کرلی، حدیث پاک میں اس مجاہد کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔یعنی تکلیف سے نجات حاصل کرنے کے لیے خودکشی کرنے والوں کو موت کے بعد بھی راحت نہیں، انھیں بار بار اسی تکلیف میں مبتلا کیا جاتا رہے گا۔کیا آج کے مسلمان حضرت ایوب علیہ السلام کے درد اور تکلیف کو بھول گئے ہیں؟ حضرت ایوب علیہ السلام انتہائی کرب کے عالم میں بھی اپنے رب کے صابر و شاکر رہے اور رب نے انھیں تمام نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔خودکشی کی تیسری وجہ بیان کرتے ہوئے مولانا سید محمد امین القادری نے کہا کہ اکثر نوجوان امتحانات میں فیل ہو جانے یا روزی روزگار نہ ملنے کے سبب خودکشی کرتے ہیں جبکہ فرمایا گیا کہ بندوں کو چاہئے کہ صرف کوشش کریں، رزق کا عطا کرنے والا خالق کائنات ہے۔جب وہ رب چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں کو رزق عطا کرتا ہے تو اشرف المخلوقات کو کیسے محروم کرے گا؟ جب بچہ ماں کے شکم میں ہوتا ہے اسی وقت اس کا رزق اس کے مقدر میں لکھ دیا جاتا ہے۔البتہ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ انہوں نے اپنی خواہشات کو طویل کرلیا ہے اور ان خواہشات کی تکمیل نہ ہونے کی صورت میں وہ ذہنی دباؤ اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور خودکشی کر لیتے ہیں۔سوسائٹی میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ لوگوں کے بڑھتے ہوئے ناجائز تعلقات بھی خودکشی کا اہم سبب ہے جس پر قدغن لگانا انتہائی ضروری ہے۔اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو دین دار گھرانے میں اس کی شادی کرادی جائے اور شادی میں حائل تمام طبقاتیت یعنی رنگ و نسل، امیری و غریبی اور رشتے داری و برادری جیسی غیر اہم چیزوں کو نظر انداز کیا جائے کہ مسلمان حالات سے پریشان ہو کر خودکشی کرنے کے لیے نہیں آیا ہے بلکہ مصائب و آلام کے حالات میں صبر و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اکناف عالم کو جینے کا شعور اور زندگی گزارنے کا طریقہ سکھانے اور بتانے کے لیے آیا ہے۔

مولانا موصوف نے اپنے تین روزہ خطابات میں خودکشی کی عالمی صورت حال، خودکشی کے طریقے، خودکشی کے محرکات اور خودکشی کے مسئلے کا حل کے عنوان پر تین خطابات کیے جسے یوٹیوب پر ایس ڈی آئی چینل سے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔اجتماع میں علما، حفاظ، ائمہ کرام، عمائدین شہر، محکمہ پولس کے کارکنان، سیاسی و سماجی شخصیات اور ہزاروں فرزندگان توحید نے شرکت کیں۔

**رپورٹ:** عطاء الرحمٰن نوری میڈیا انچارج سنی دعوت اسلامی مالیگاؤں